شاعری کی پہلی کتاب

(یعنی)

...دو زبان میں فنِ عروض کی عام فہم کتاب، شاعری کا علم، شعرگوئی کا قانون، تقطیع کرنے کا آلہ،
...ان سخن، آئینۂ معلومات شاعری، اوزان کی کسوٹی، سخن فہمی کا زینہ، معیار النظم، تقطیع شعر کے
...ع اور مستند قاعدے جسکے مطالعے سے ہر مبتدی بغیر استاد کی مدد کے چند روز میں کامل شاعر بن سکتا ہے۔

مصنفہ

...ر عروض و قواعد محقق زبان اردو مستند الشعرا عالیجناب مولانا خواجہ محمد عبد الرؤف
صاحب عشرت لکھنوی مصنف رسالۂ زبان دانی و رسالۂ اصلاح زبان اردو

باہتمام بابو کیسری داس سیٹھ سپرنٹنڈنٹ

مطبع منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں چھپا

...ل ایکہزار جلد — اگست ۱۹۱۸ء — قیمت ۸ر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شاعری کی پہچان

مصنفہ

حضرت خواجہ عشرت لکھنوی

ڈیڈیکیشن

میں اپنی اس تصنیف کو محسن قوم محترم دوست عالیجناب آنریبل خان بہادر خواجہ محمد نور صاحب وکیل ورئیس "گیا" کے نام نامی پر معنون کرنے کی عزت حاصل کرتا ہوں ۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

خاکسار مصنف

نوٹ: متعلق علم عروض ناظرین کو جو امر دریافت طلب ہو وہ جناب خواجہ محمد عبدالروف صاحب عشرت۔ احاطہ خانساماں لکھنؤ سے تحقیق فرمالیں۔ پبلشر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شاعری کی پہلی کتاب

آج کل لوگوں کا رجحان شاعری کی طرف بہت ہے۔ مگر فنِ عروض کی واقفیت بہت کم ہے۔ اردو اور فارسی میں عروض کے بہت سے مبسوط رسالے لوگوں نے لکھے ہیں۔ اور بہت اچھے لکھے ہیں۔ مگر ان میں فارسی کی بحریں کچھ ایسی ملی جلی ہیں کہ فن سیکھنے والوں کو مشکل پڑتی ہے۔ اور تقطیع کرنے کا قاعدہ آسان لفظوں میں اصول اردو کے ساتھ نہیں بتایا ہے میرا خیال تھا کہ ایک آسان رسالہ اُردو کی متعارفہ بحروں کے بیان میں ایسا لکھوں کہ مبتدی بغیر مدد اُستاد کے ہر شعر کی تقطیع کرنے پر قادر ہو جائیں ؎

اس سے پہلے میں نے ایک رسالہ "زباں دانی" اردو زبان کے قواعد میں لکھا تھا۔ جو ملک کے ثقات اور مستند طبقے میں بہت مقبول ہوا دوسرا رسالہ "اصلاح زبانِ اردو" جو باوجود نہایت غلط چھپنے کے ماہرین فن شاعری نے سُرمۂ چشم بنایا۔ یہ تیسرا رسالہ فن عروض میں نہایت مختصر ہے۔ اور اس میں محض ضروری باتیں لکھی ہیں ؎

وزن شعر کا بیان

لغت میں کسی چیز کے تولنے کو وزن کہتے ہیں۔ عروضیوں کی اصطلاح میں شعر کو بحر کی ترازو میں تولنے کا نام وزن ہے اور اسی کو تقطیع کرنا بھی کہتے ہیں۔ بحر اُن چند الفاظ کو کہتے ہیں۔ جو اہل عرب نے شعر کے وزن کے لئے بنائے ہیں۔

تقطیع کرنے کا گُر یہ ہے کہ متحرک حرف کے بدلے متحرک حرف لو۔ یہ حرکت خواہ زَبر ہو، یا زِیر ہو، یا پیش ہو۔ اور ساکن حرف کے بدلے ساکن حرف لو۔

پہلے حرفوں کی آواز پر کان لگاؤ۔ دو حرفی لفظ لو۔ اور اسمیں قافیے کا خیال نہ کرو۔ نہ یہ خیال کرو کہ اس کے حرف کو زبر ہے تو بحر کے حرف کو بھی زبر ہونا چاہیئے۔ اس میں زیر ہے تو بحر کے حرف کو بھی زیر ہونا چاہئے اس میں پیش ہے تو بحر کے حرف کو بھی پیش ہونا چاہیئے۔ بلکہ یہ دیکھو کہ کس حرف کو حرکت ہے۔ اور کون ساکن ہے۔ جس حرف کو زَبَر، زِیر، پیش ہوگا وہ متحرک کہا جائے گا۔ اس کا نام حرکت ہے جس حرف کو کوئی حرکت نہ ہوگی۔ یا جزم ہوگا۔ اس کو ساکن کہیں گے۔

جَا، چَل، بَچ، ہَم، کَب۔ دِل، کِس، سِن، جِی، مِس۔ چُپ، گُل، بُو، سُن، چُن۔

یہ متفرق دو حرفی الفاظ ہیں۔ جن میں مختلف حرف ہیں۔ کسی کو زبر ہے کسی کو زیر ہے۔ کوئی ساکن ہے۔

جَا اور چَل میں حرفوں کا فرق ہے۔ ایک میں پہلے جیم ہے۔ اور

دوسرے میں "پہلے" "سچ" ہے۔

ایک میں الف آخر میں ہے۔ دوسرے میں لام آخر میں ہے۔ لیکن دونوں کے پہلے حرف کو زبر ہے اور دوسرا حرف ساکن ہے۔ اس لئے ہم کہتے ہیں کہ دونوں ایک ترازو میں برابر آتے ہیں۔ یعنی فا کے وزن پر ٹھیک آتے ہیں۔

دل، مِن، مَس، جی، کِس۔ ان سب میں پہلے حرف کو زیر ہے لیکن سب جا، جِل، بِچ، ہم، اَب۔ کے وزن پر ہیں۔ اس لئے کہ تقطیع میں زیر زبر کا فرق کوئی چیز نہیں ہے۔

اسی طرح یہ سب لفظ بحر کے دو حرفی ٹکڑے کے برابر ہیں یعنی فا کے وزن پر ہیں۔

چُپ، گُل، بُو، سُن، چُن، میں سب حرفوں کو پیش ہے اور انکے دوسرے حرف ساکن ہیں۔ یہ بھی ان حرفوں کے برابر ہیں جن کے پہلے حرف کو زبر یا زیر یا پیش ہے۔ اور دو حرفی ہیں۔ اور ان کا دوسرا حرف ساکن ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ اگر دو حرفی لفظ میں ایک حرف کو زبر یا زیر یا پیش ہے۔ یعنی کوئی حرکت ہے۔ اور دوسرے حرف کو جزم یا سکون ہے۔ یعنی دوسرا حرف ساکن ہے۔ تو وہ بحر کے اسی ٹکڑے کے برابر ہوگا۔ جو دو حرفی ہے اور پہلے حرف کو حرکت ہے۔ اور دوسرا ساکن ہے جیسے۔ فا۔ یا اسی طرح سے کہ اور ٹکڑے جن کا اول حرف متحرک اور دوسرا ساکن ہے بحر کا ایک ٹکڑا دو حرفی "فا" ہے۔ اور ایک ٹکڑا "تن" ہے۔ جس کے پہلے "ت" کو پیش ہے اور دوسرا ساکن ہے۔ اس لئے "فا" اور "تن" دونوں ایک وزن پر ہیں۔

ایسا ہی ایک ٹکڑا 'لُن' ہے۔ اس کا بھی پہلا حرف متحرک دوسرا ساکن ہے۔ یہ بھی 'فا' کے برابر ہے۔ 'فا' 'لُن' 'تُن' یہ سب ٹکڑے برابر ہیں۔ اگرچہ ان کے حرف ایک سے نہیں ہیں۔ مگر حرکت ایک سی ہے یعنی پہلا حرف متحرک ہے اور دوسرا ساکن ہے۔ اسی طرح ایک ٹکڑا 'فع' ہے یہ بھی 'فا' کی طرح دو حرفی ہے۔ پہلا حرف متحرک اور دوسرا ساکن ہے۔ یہ چاروں ٹکڑے وزن میں برابر ہیں۔ یعنی ہر ٹکڑے میں ایک حرف متحرک اور دوسرا ساکن ہے۔ اب اردو کے تمام الفاظ میں سے کوئی دو حرف کا لفظ لو جس کا پہلا حرف متحرک اور دوسرا ساکن ہو' اس کو کہہ سکتے ہیں کہ وہ ان ٹکڑوں میں سے ہر ایک ٹکڑے کے برابر ہے۔

'سب' 'سچ' 'ہے' یہ تین لفظ ہیں۔ اور سب دو حرفی ہیں۔ پہلا متحرک دوسرا ساکن ہے۔ ہر ایک 'فا' کے وزن پر ہے اور اس لیے کہ 'تُن' کی بھی ایسی ہی صورت ہے۔ یہ سب لفظ 'تُن' کے بھی وزن پر ہیں اور 'لُن' کے بھی وزن پر۔ 'فع' کے بھی وزن پر ہیں یعنی ہم ایک لفظ 'سَب' کا وزن دریافت کرتے ہیں۔ ایک کہتا ہے 'فا' کے وزن پر ہے۔ دوسرا کہتا ہے 'لُن' کے وزن پر ہے۔ تیسرا کہتا ہے۔ 'تُن' کے وزن پر ہے۔ چوتھا کہتا ہے 'فع' کے وزن پر ہے۔ تو سب نے ٹھیک جواب دیا۔ ایسا سمجھو کہ چار گھنگچیاں ہیں۔ ایک سفید ہے۔ ایک سرخ ہے۔ ایک سبز ہے ایک زرد ہے لیکن وزن میں سب رتی رتی بھر کی ہیں۔ تو جو چیز ان کے برابر تولی جائے گی رتی بھر ہو گی۔

'خط' 'کم' 'بو' 'بس' 'اب' 'جا' 'دل' 'دے' 'سُن' 'لے' 'بس' 'کر' 'رو' 'مت' 'کل' 'قد' 'تو' 'ہم' 'کو' 'دن' 'شب' یہ سب 'فا' یا 'لُن' یا

تن یا فع ' کے برابر ہیں۔

اگر لفظ سہ حرفی ہے۔ پہلا اور دوسرا حرف متحرک ہے یعنی ان کو زبر، زیر، پیش ہے۔ اور تیسرا حرف ساکن ہے یعنی اس کو جزم ہے جیسے خدا، چچا، جگر، شجر، چمن، کلی، سخن، فقط، اس وزن کے بحر ہیں دو تین ٹکڑے ہیں۔ فعو ان لفظوں کے ہم وزن ہے۔ اس لئے کہ خدا میں خے کو پیش ہے اور دال کو زبر ہے۔ دونوں متحرک ہیں۔ الف ساکن ہے۔ فعو میں فے کو زبر ہے عین کو پیش ہے واو ساکن ہے۔ یہ کچھ ضرور نہیں ہے۔ کہ فے کو زبر ہے تو جو لفظ اس کے ہموزن ہو اسکے پہلے حرف کو بھی زبر ہو۔ بلکہ کوئی حرکت ہو۔ زبر ہو، زیر ہو، پیش ہو، مطلب یہ ہے کہ متحرک کے مقابلے میں متحرک حرف ہو۔ ساکن کے مقابلے میں ساکن۔ اس لحاظ سے فعو خدا کے ہموزن ہے۔ اور چچا کے ہموزن ہے کلی کے ہموزن ہے۔ اور جتنے سہ حرفی لفظ ہیں۔ اور ان کا پہلا دوسرا حرف متحرک اور تیسرا ساکن ہے۔ سب فعو کے ہموزن ہیں۔

فعو کے برابر بحر میں ایک ٹکڑا اور بھی ہے۔ یعنی مفا۔ اگرچہ فعو اور مفا کے حرفوں میں فرق ہے۔ یعنی فعو میں پہلے فے ہے۔ مفا میں پہلے میم ہے فعو میں دوسرا حرف عین ہے۔ مفا میں دوسرا حرف فے ہے۔ فعو میں تیسرا حرف واو ہے۔ مفا میں تیسرا حرف الف ہے۔ فعو میں دوسرے حرف یعنی عین کو پیش ہے۔ مفا میں دوسرے حرف یعنی فے کو زبر ہے۔ اس پر بھی دونوں برابر ہیں۔ اس لئے یہ قید نہیں ہے کہ تقطیع کرنے میں حرف بھی ایک ہوں۔ نہ یہ قید ہے کہ زبر، زیر ایک ہوں۔ صرف یہ قید ہے کہ متحرک کے مقابلے میں متحرک۔ ساکن کے مقابلے میں ساکن حرف ہو

ہاں جزم کی قید لازم ہے۔ کیونکہ جزم سکون کی علامت ہے۔ فعو کی طرح اور بھی ٹکڑے بحر میں ہیں۔ جو سہ حرفی ہیں۔ اور ان کے آخر حرف کو جزم ہے پہلے دوسرے کو حرکت ہے علُن اس میں عین کو زیر ہے۔ لام کو پیش ہے نون کو جزم ہے۔ خدا، بچا، کلی، اچھن، جو فعو کے وزن پر بھی ہیں علُن کے بھی وزن پر ہیں۔ اس لئے کہ دونوں کے حرف برابر ہیں یعنی سب کے تین تین حرف ہیں۔ دونوں کی حرکتیں برابر ہیں یعنی پہلے دوسرے حرف کو زبر ہے یا زیر ہے یا پیش ہے۔ دونوں کے ساکن برابر ہیں۔ یعنی سب کے آخر حرف کو جزم ہے۔ اس لئے دونوں وزن میں برابر ہیں۔

چلن، بدی، اگر، چلو، کہو، سبق، ورق، سطر، غرض، قلم، سفر، غزل، ہرن، یہ سب الفاظ فعو یا مفا۔ یا علن کے برابر ہیں۔

اگر ہم کسی سے دریافت کرتے ہیں۔ سبق کا وزن کیا ہے تو ایک نے جواب دیا فعو دوسرے نے کہا مفا تیسرے نے کہا علُن۔ تو سب نے ٹھیک جواب دیا۔ اس لئے کہ بحر کے تینوں ٹکڑے برابر ہیں۔ جو چیز ان میں الگ الگ تولی جائیگی۔ سب کا وزن برابر ہوگا۔

بحر کے دو ٹکڑے تم کو معلوم ہوگئے۔ یعنی ایک دو حرفی جس کا پہلا حرف متحرک اور دوسرا ساکن ہے۔ یعنی فا۔ لن۔ تن۔ رع۔

دوسرا سہ حرفی جس کا پہلا اور دوسرا حرف متحرک ہے۔

اور تیسرا ساکن ہے۔ یعنی فعو۔ مفا۔ علُن۔

ان سب ٹکڑوں کو ایک دوسرے سے ملاؤ تو بحر کا ایک ایک رُکن بنجائے گا۔ جیسے فعولُن۔ یہ بحر کا ایک رُکن ہے۔ اس میں سہ حرفی کلمہ پہلے اور دو حرفی کلمہ پیچھے ہے۔ اس کا ہموزن کوئی لفظ لاؤ۔ جو پہلے

لفظ بتا چکے ہیں۔ ان میں سے ایک سہ حرفی ایک دو حرفی لفظ چن لو پہلے
سہ حرفی لکھو پھر دو حرفی۔ دونوں ملکر ایک رکن کے برابر ہونگے
جیسے خدا ہے فعولن کے وزن پر ہے۔ خدا کے وزن پر فعو ہے اور ہے کے
وزن پر لن ہے۔ اسی طرح چلو تم۔ فعولن۔ سنو تم۔ فعولن۔ چمن ہے۔
فعولن۔ جگر ہے۔ فعولن۔ شجر ہے۔ فعولن۔ سخن سن۔ فعولن۔ چلا چل۔ فعولن۔

اور اگر دو حرفی لفظ آگے ہے اور سہ حرفی لفظ پیچھے ہے۔ تو بحر
میں اس کا رکن فاعلن ہے جس طرح فعولن میں پہلے سہ حرفی لفظ تھا۔
اور دو حرفی پیچھے۔ اسی طرح اس میں سہ حرفی پیچھے ہے اور دو حرفی
آگے ہے۔ یعنی لن فعو۔ ہے۔ لیکن بحر کے کسی رکن کا نام لن فعو۔ نہیں
ہے۔ اس لئے ہم اس کو۔ فاعلن۔ کہتے ہیں۔ لن فعو۔ اور فاعلن دونوں
وزن میں برابر ہیں۔ لیکن لن فعو۔ ایک مہمل لفظ ہے۔ اور فاعلن بحر کے
ایک رکن کا نام ہے۔

اس لیے اس کی تقطیع۔ فاعلن۔ سے کرنا چاہئیے۔ اوپر کے لفظوں
میں سے ایک دو حرفی لفظ چن لو۔ اس کو پہلے لکھو۔ اور ایک سہ حرفی
لفظ چن لو۔ اس کو پیچھے لکھو دونوں کو ملا کر تقطیع کرو۔ فاعلن۔ آئیگی۔
جیسے تم چلو۔ فاعلن۔ ہے چمن۔ فاعلن۔ کر بدی۔ فاعلن۔ کم کہو۔ فاعلن۔
بس چچا۔ فاعلن۔ گل ہوا۔ فاعلن۔ ہے۔ اگر اسی کو ہوا گل کہیں فعولن۔
ہو جائے گا۔ سبب یہ ہے کہ دو متحرک اور ایک ساکن حرف کا لفظ پہلے
آگیا۔ اس لئے وزن کا نام بدل گیا۔ اور آواز میں فرق ہوگیا۔

اب دو حرفی لفظ ایک جگہ جمع کرو۔ جن کا پہلا حرف متحرک۔ اور
دوسرا ساکن ہے۔ جیسا اوپر لکھا گیا۔ یعنی۔ اب۔ جا۔ تو اس کی تقطیع

فا فا ہو گی۔ مگر فا فا کوئی پورا رکن نہیں ہے۔ دوسرے ٹکڑوں کو ملاؤ لن نخ۔ کہو تو وزن تو ٹھیک ہو گیا۔ مگر بحر کا رکن لن فخ نہیں ہے۔ اس کو مقدم موخر کہو یعنی فعلن۔ یہ بحر کے ایک رکن کا نام ہے۔ اب جا۔ اور فعلن کا وزن ایک ہے۔

اس لئے کہ دونوں میں چار حرف ہیں۔ ایک ساکن ایک متحرک چار حرف میں دو ساکن دو متحرک ہیں۔ اب جا فعلن۔ دل دے فعلن سن لے فعلن۔ چل دو فعلن۔ اسی طرح اگر سفر د لفظ ایسا ہے جس میں پہلا حرف متحرک دوسرا ساکن تیسرا متحرک چوتھا ساکن ہے تو اس کا اور فعلن کا وزن ایک ہو گا۔ جیسے بلبل فعلن۔ عاشق فعلن۔ آتش فعلن ناسخ فعلن۔ دریا فعلن۔

یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ ساکن کی جگہ بحر میں بھی حرف ساکن ہو اور متحرک کی جگہ متحرک اس وقت تقطیع صحیح ہو گی۔ یہ نہیں کہ سکون و حرکت میں اختلاف ہو۔ جیسے قسیم۔ نعیم۔ حکیم۔ قلیل۔ میں بھی دو متحرک اور دو ساکن ہیں۔ مگر ان کا وزن فعلن کے برابر نہیں ہے بات یہ ہے کہ تقطیع کرنے میں یہ امر لازمی اور ضروری ہے کہ حرکت رکن مقابل حرکت لفظ ہو۔ اور سکون رکن مقابل سکون لفظ ہو۔ فعلن۔ میں پہلا حرف متحرک ہے اب ضرور ہوا کہ جو لفظ اس کے وزن کا لایا جائے۔ اس کے حرف اول کو حرکت ہو۔ خواہ وہ حرکت زبر ہو یا زیر ہو یا پیش ہو لیکن کوئی حرکت ضرور ہو۔ اور حرف وہی ہو یا دوسرا۔

اسی طرح لفظ کے دوسرے حرف کا ساکن ہونا بھی ضرور ہے تیسرے حرف کا بھی متحرک ہونا ضرور ہے۔ چوتھے حرف کا ساکن ہونا

ضرور ہے حرف چاہے ۔ بے ۔ ہو یا ۔ سین ۔ ہو یا کوئی ہو۔ یہ بات قسیم
میں نہیں ہے ۔ کیونکہ ۔ قسیم ۔ تو فعول کے وزن پر ہے۔ چار حرف تو برابر ہیں
لیکن ان کی حرکت تقدیم و تاخیر رکھتی ہے ۔ یعنی ۔ قسیم ۔ کا قاف متحرک ہے
فعلن کا ۔ فے ۔ متحرک ہے ۔ قسیم ۔ کا ۔ سین ۔ متحرک ہے لیکن ۔ فعلن ۔ کا عین
ساکن ہے ۔ متحرک حرف کے مقابلہ میں ساکن حرف لگا ہے ۔ اس
سبب سے وزن برابر نہیں ہے ۔ قسیم کی تقطیع فعلن کے ساتھ نہیں
ہو سکتی ۔ اس میں ایک حرکت کم ہے ۔ کیونکہ تقطیع میں حرف حرکت ۔ اور
سکون کا برابر اور بالمقابل ہونا ضرور ہے ۔ کیونکہ اگر تین حرف کا لفظ
ہے ۔ تو وہ چو حرفی رکن کے مقابل میں کم وزن ہے ۔ اس لئے اس کی
تقطیع غلط ہے ۔ جیسے ۔ گیا ۔ کا وزن ۔ فعلن ۔ کے ساتھ نہیں
ہو سکتا ۔ اس لئے کہ ۔ گیا ۔ میں تین حرف ہیں ۔ فعلن ۔ میں چار حرف
ہیں ۔ گیا ۔ کا وزن کم اور فعلن کا وزن زیادہ ہے ۔ اس لئے نہیں
کہہ سکتے کہ ۔ گیا ۔ اور ۔ فعلن ۔ ہموزن ہیں ۔ قسیم ۔ اور ۔ فعلن ۔
کی حرکتوں میں فرق ہے ۔ یعنی ۔ فعلن ۔ کے پہلے حرف کو حرکت
ہے ۔ دوسرا ساکن ہے ۔ قسیم ۔ کا پہلا اور دوسرا دونوں حرف
متحرک ہیں ۔ اس لئے اس کی تقطیع ۔ فعلن ۔ کے ساتھ نہیں ہو سکتی
اسی طرح ۔ گلفام ۔ کا وزن ۔ فعلن ۔ کے برابر نہیں ہو سکتا ۔ کیونکہ اس
میں اختلاف حرکت نہیں ہے ۔ لیکن حرف زیادہ ہیں ۔ اس لئے وزن
برابر نہیں ہے ۔ جب سکون و حرکت برابر ہوں ۔ اور حرف بھی برابر
اس وقت لفظ کو رکن کے برابر کہہ سکتے ہیں ۔ قسیم میں حرف برابر
لیکن اختلاف حرکت ہے ۔ ضرارق ۔ میں حرف [illegible] برابر ہیں ۔ مگر

اختلاف حرکت کی وجہ سے دونوں کو ہموزن نہیں کہہ سکتے۔ داوا
نانا۔ خالا۔ سب فعلن کے وزن پر ہیں۔ اس لئے کہ ان کی حرکتیں موافق
اور حرف بھی برابر ہیں۔

حرفوں کے گرنے کا بیان

تقطیع کرنے میں حرفوں کی تعداد اور حرکتوں کو بڑا دخل ہے یعنی جتنے
حروف لفظ میں ہوں۔ اتنے ہی حروف بحر کے رکن میں ہوں۔
لیکن ایسا نہیں ہوتا بلکہ کسی مصرع کے حرف بحر کے حروف سے
بہت زیادہ ہوتے ہیں۔ اس کا سبب یہ ہے کہ تقطیع کی بنا حرف ملفوظی
پر ہے۔ مکتوبی پر نہیں۔ یعنی تقطیع میں وہی حروف لئے جائینگے۔ جو لکھے
جاتے ہیں۔ اور بولے بھی جاتے ہیں۔ جن کی آواز آدمی کے منہ سے پوری پوری
نکلتی ہے۔ اور جو حروف اپنی آواز نہیں دیتے۔ ان کو تقطیع میں شمار نہیں کرتے
اس لئے ممکن ہے کہ رکن میں حروف کم اور لفظ میں زیادہ ہوں جیسے بالکل
پانچ حروف ہیں۔ لیکن الف بولنے میں نہیں آتا۔ صرف لکھنے میں آتا ہے
اس لئے تقطیع کرنے میں اس کے چار حرف لئے جائیں گے یعنی تقطیع کرنے
میں الف کا حساب نہ رہے گا۔ اس طرح لکھیں گے۔ بلکل۔ چونکہ اس میں
حرف اول متحرک ہے اور حرف دوم ساکن ہے۔ حرف سوم متحرک ہے۔
حرف چہارم ساکن ہے۔ اس لئے یہ بھی فعلن کے وزن پر ہے۔ یا جیسے
۔فی الواقع۔ میں دو حرف یعنی۔ ی۔ اور الف۔ بولنے میں نہیں آتے تقطیع
سے گر جاتے ہیں۔ اس لئے یہ حرف رکن کے حرفوں سے زیادہ رہتے ہیں۔
اور رکن کے حرف کم اور تقطیع کرنے کے وقت قاعدہ یہ ہے کہ ان کو نہیں

کہتے۔ فلواقع۔ لکھکر ان کی تقطیع مفعولن۔ کی جائے گی کیونکہ ان میں بھی
چھ حرف ہیں۔ جو بولنے میں آتے ہیں تین متحرک ہیں۔ تین ساکن ہیں مفعولن
میں بھی چھ حرف ہیں۔ اور حرکتیں بھی برابر ہیں۔ ملفوظی غیر ملفوظی حرف کی
پہچان یہ ہے کہ اس پر حرکت اور سکون کچھ بھی نہیں ہوتا۔ اس لحاظ سے
فلواقع۔ اور مفعولن میں حرف، حرکتیں، اور سکون مساوی ہیں۔ حرکتیں
حرف ملفوظی اور سکون اگر برابر نہیں ہیں۔ تو تقطیع صحیح نہیں ہے۔ خوش۔ خود
میں تین تین حرف ہیں لیکن تقطیع میں صرف دو حرف لئے جائینگے۔ اس
لئے کہ اس میں واو معدولہ ہے جو بولنے میں نہیں آتا۔ صرف لکھا جاتا ہے
خُش۔ خُد۔ بروزن فاہیں۔ اسی طرح ہائے مخلوطہ ہندی بھی حرف میں
شامل نہیں ہوتی۔ اور اس کو تقطیع میں نہیں لیتے۔ گھر میں۔ دو حرف
لیں گے۔ اس لئے کہ ھ ایک حرف ہندی ہے۔ گھر کا وزن فا ہے اور
اس طرح کے جتنے کُن لفظ آئینگے۔ ان کا ایک حرف شمار ہوگا۔

اسی طرح کیا میں یا مخلوطہ ہے کیونکہ ی پڑھنے میں نہیں آتی۔
اور مخلوطہ آواز دیتی ہے۔ اس لئے یہ بھی فا کے وزن پر ہے۔

لیکن کیا۔ جو کرنا کا ماضی ہے اور جس کی ی متحرک بالفتح ہے اس
کی تقطیع فعو کے وزن پہ ہوگی۔ اسی طرح پیار میں بھی یائے مخلوطہ
ہندی ہے۔ اس کو بھی وزن میں نہیں لیتے صرف تین حرف لیتے ہیں۔
یعنی پار۔

نون غنہ جو لفظ کے درمیان میں آتا ہے۔ اور اس کے قبل کوئی
حرف علت۔ الف یا ے یا واو۔ ہوتا ہے تو ایسے نون کو تقطیع میں
نہیں لیتے۔ جیسے جھونکا میں چھ حرف ہیں۔ مگر تقطیع میں صرف چار

حرف لیے جاتے ہیں یعنی جو کا۔ فعلن۔ کے وزن پر ہم اوپر لکھ آئے ہیں کہ ہائے مخلوطہ بھی تقطیع میں نہیں لی جاتی۔ اس لئے۔ جھونکا تقطیع میں جو کا۔ رہجاتا ہے۔ جانگ۔ کا نون بھی تقطیع میں نہیں آئیگا۔ اس لئے کہ اس کے ماقبل۔ الف۔ ہے۔ ڈھینگ۔ کا نون بھی تقطیع میں نہیں لیا جائیگا اس لئے کہ اس کے ماقبل۔ ے۔ ہے۔

پانڈے۔ رانڈ۔ گیند۔ گونگا۔ گھانس۔ بانس۔ سانس۔ پھانس تقطیع کرنے کے وقت۔ پاڈے۔ راڈ۔ گید۔ گوگا۔ گاس۔ باس۔ ساس پاس لکھے جائینگے۔

لیکن اگر قبل نون غنہ کوئی حرف علت نہیں ہے۔ تو ایسا نون تقطیع میں لیا جاتا ہے۔ جیسے رنگ۔ جنگ۔ گنگا۔ اور وہ نون ساکن جس کے آگے پیچھے کوئی حرف علت ہوتا ہے۔ تقطیع میں نہیں لیا جاتا۔ جیسے کنواں۔ میں دونون ہی تقطیع میں دونوں گرجاتے ہیں۔ صرف کوا رہجاتا ہے۔

کیونکہ۔ میں چھ حرف ہیں۔ اس میں ی۔ ے۔ نون۔ دونوں گرجاتے ہیں۔ کو کہ رہ جاتا ہے۔ جو فعلن کے وزن پر ہے۔

حرفوں کے زیادہ ہوجانیکا بیان

بعض حرف ایسے ہیں جو لکھنے میں نہیں آتے مگر بولنے میں زبان سے نکلتے ہیں۔ ان کو ملفوظی غیر مکتوبی کہتے ہیں۔ یہ سب تقطیع کرنے میں لئے جاتے وعروضی ان کو تقطیع میں لکھتے ہیں۔ کہ وزن کے حرف برابر ہوں جس حرف پر تشدید ہوتی ہے وہ دو دفعہ بولنے میں آتا ہے لیکن قاعدہ

املا نویسی کے موافق ایک حرف لکھا جاتا ہے۔ صرف شعر تقطیع کرتے وقت انکو دو دفعہ لکھتے ہیں۔ اور یہ بات عروضیوں کے یہاں جائز ہے۔ جیسے تکلّف۔ کے لام کی تشدید ہے۔ لام دو دفعہ بولنے میں آتا ہے۔ حالانکہ ایک لام لکھا ہوتا ہے۔ اور یہی اصول املا ہے۔ لیکن تقطیع کرنے کے وقت اس میں دو لام الگ الگ لکھے جائینگے۔ ایک ساکن ہوگا ایک متحرک۔ اس طرح تکل۔ لف۔ فعولن۔ کیونکہ تکل۔ فعو کے برابر ہے۔ لف لن کے ہم وزن ہے۔ سحر؎

نہ باقی رہی مثنوی کی ہوس
زیادہ تکلف ہے بس

اس کی تقطیع اس طرح ہوگی۔ نباقی۔ فعولن۔ رہی مث۔ فعولن نوی کی۔ فعولن۔ ہوس۔ فعل۔ زیادہ۔ فعولن تکل لف۔ فعولن تکل لف فعولن۔ ہےبس۔ فعل۔ اس تقطیع کرنے سے ایک بات اور بھی معلوم ہوئی۔ کہ جب تقطیع کرنے میں ایک لفظ رکن بحر کے برابر نہیں ہوتا۔ تو کچھ حرف دوسرے لفظ کے ملا لیتے ہیں۔ تقطیع کرنے میں رکن کا پورا ہونا ضرور ہے اگر تقطیع کرنے میں ایک لفظ کے آدھے حرف ایک رکن میں ملکر آدھے دوسرے میں مل کر حل ہو جائیں تو کچھ حرج نہیں ہے۔ جیسے اس شعر میں رہی مث۔ فعولن۔ نوی کی۔ فعولن۔ اگرچہ رہی مث کوئی بامعنی لفظ نہیں ہے۔ مگر تقطیع کا وزن پورا کرنے کے لئے مثنوی کا مث۔ کاٹ کر رکن میں ملا دیا کہ وزن پورا ہو جائے۔

الف ممدودہ میں ایک حرف لکھا جاتا ہے۔ مگر تقطیع میں اس کے دو حرف لئے جاتے ہیں۔ جیسے آ۔ ا۔ فعلن۔ کے وزن پر ہے۔ اس کو اس

طرح لکھیں گے۔ اا نا۔ فعلن۔ آدم۔ فعلن کے وزن پر ہے۔ اس کو اس
طرح لکھیں گے۔ اادم فعلن۔ اسی طرح۔ آپ۔ آگ۔ آس۔ آم۔ آج
میں دو الف لکھیں گے۔

بعض لفظوں میں۔ واو پر ایک ہمزہ لکھتے ہیں۔ تقطیع میں اسکے
دو واو لئے جاتے ہیں۔ جیسے رؤف۔ مأوف۔ طاؤس۔ اس لئے کہ ان
میں بولنے میں دو حرف آتے ہیں۔ اگرچہ ایک حرف لکھا جاتا ہے "رووف"
کا وزن فعول ہے۔

فارسی کی اضافت یعنی جب زیر کو اتنا بڑھا کر بولتے ہیں کہ اس سے
ایک حرف یعنی ے پیدا ہوتی ہے۔ اگرچہ لکھنے میں نہیں آتی۔ مگر تقطیع
میں حساب لگایا جاتا ہے اور عروضی اس کو وزن کرتے وقت لکھتے ہیں جیسے

ع عروسِ چمن۔ صدسے بو باس پر

تقطیع عروسے۔ فعولن۔ چمن صد۔ فعولن۔ قبو با۔ فعولن۔ سپر
فعل۔ عروس کے زیر نے ے کی آواز دی۔ اس لئے تقطیع میں اس
کے پانچ حرف لئے گئے۔

کن حرفوں کا گرانا شاعر کو جائز ہے

یہ تو اوپر معلوم ہو چکا کہ کتنی غیر ملفوظی حرف اردو میں تقطیع سے
خارج ہیں۔ یعنی جو حرف لکھے جاتے ہیں۔ اور ان کی آواز منہ سے
نہیں نکلتی۔ وہ عروضیوں کے یہاں نہیں لئے جاتے لیکن اس کے
علاوہ بھی نظم کی دقتوں سے متاثر ہو کر مشاہیر اساتذہ اردو نے بعض حرفوں
کا گرانا جائز کر لیا ہے یعنی بعض حرف جو لکھے میں آتے ہیں اور تقطیع

میں بھی آتے ہیں۔ ان کو مکتوبی غیر ملفوظی زبردستی بنا لیتے ہیں۔ اور ان کو تلفظ میں ادا نہیں کرتے یعنی وہ حرف زبان سے نہیں نکلتے اس لئے تقطیع سے خارج ہو جاتے ہیں۔ اس قاعدہ کا رواج بڑھتا جاتا ہے اور لوگ اس میں زیادتی کرتے جاتے ہیں۔

لیکن یہ گرنا اسی وقت صحیح ہے۔ جب حرف لکھنے میں تو آتا ہو لیکن بولنے میں اپنی آواز نہ دیتا ہو۔ یہ چند حرف ہیں۔

جیسے ہندی الفاظ کی یائے مجہول۔ اس کا گرانا تمام شعراء نے جائز کرلیا ہے۔ بحر ۵

آدمیت یہ ہو تو لے پہلے
غیر ممکن کسی سے جی بہلے

تقطیع ۔ آ دمیت۔ فاعلاتن۔ یہو تلے۔ مفاعلن۔ پہلے فعلن۔ غیر ممکن۔ فاعلاتن۔ کسی سجی۔ مفاعلن۔ بہلے۔ فعلن۔

اس میں سے کی یائے مجہول تقطیع سے گر گئی۔ صرف سین زبان سے نکلا۔ لکھنے میں تو دونوں حرف لکھے گئے۔ مگر پڑھنے میں زبان سے دونوں حرف ادا کریں۔ تو شعر کی موزونیت میں فرق آتا ہے۔ اسی سبب سے موزوں طبع ایسے حرف ادا نہیں کرتے۔ عوام غلطی سے ادا کر جاتے ہیں۔ تو شعر ناموزوں معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ سے میزان بحر سے خارج ہے۔ اسی واسطے تقطیع میں کسی سجی۔ لکھا۔ اور مفاعلن کے وزن پر لیا ہے۔

یائے مجہول کے علاوہ ہندی لفظوں میں سے یائے معروف کو بھی گرا دیتے ہیں۔ بحر ۶

اُٹھ گئے آدھی رات کو تم تو

تقطیع۔ اُٹھ گیے اا۔ فاعلاتن۔ دراٹھکو۔ مفاعلن۔ تم تو۔ فعلن۔ آدمی
کی۔ ے۔ تقطیع سے گرگئی۔ یائے معروف اگر درمیان لفظ میں ہو جب
بھی تقطیع سے گرا سکتے ہیں۔ نہیں میں نون غنہ تو تم کو معلوم ہے۔ کہ جب یہ
لفظ درمیان الفاظ میں آتا ہے تو نون ضرور گرجاتا ہے۔ اور لفظ۔ نہی۔
رہ جاتا ہے۔ نہی کی۔ ے۔ کو بھی شاعروں نے گرانا جائز کرلیا ہے جیسے

سحرؔ ؎ پاؤں سوجاتے ہیں ہوتا نہیں سونا اپنا

تقطیع۔ پاؤسوجا۔ فاعلاتن۔ تہہوتا۔ فعلاتن۔ نہسونا۔ فعلاتن۔ اپنا
فعلن۔ اس مصرع میں۔ ہیں۔ کا۔ ین۔ نہیں۔ کا۔ ین تقطیع سے گرگیا
اگر ہیں۔ اور نہیں کو ایسا بڑھا کر پڑھیں کہ ان کے سب حرف زبان سے
ادا ہوں۔ تو مصرع ناموزوں ہوجائے گا۔

اس لئے مشہور ہے کہ شعر کے پڑھنے کے لئے طبیعت کا موزوں ہونا
ضروری ہے۔ اصل یہ ہے کہ ہر شخص تو قاعدہ عروض سے واقف نہیں ہوتا
وہ ہر لفظ کو پورا پورا ادا کرنا چاہتا ہے۔ اس وجہ سے شعر ناموزوں معلوم
ہوتا ہے۔

اسی طرح۔ نہیں۔ وہیں۔ کہیں۔ میں۔ ہیں۔ تمہیں۔ کریں۔ رہیں۔
سُنیں۔ ان کی۔ ے۔ معروف ہو یا مجہول گرانا جائز ہے۔

اور ہندی الفاظ کی معروف۔ ے۔ جیسے۔ روٹی۔ چاندی۔ ایسی۔
ویسی کا گرانا جائز ہے۔ لیکن الفاظ عربی یا فارسی میں یائے معروف ہو تو
اس کا گرانا بین الفصحا ناجائز ہے۔ اور اس کو خطائے شاعر سمجھنا چاہئے
جیسے بلندی۔ قطعی۔ اسیری۔ غریبی۔ شاعری اور جہاں کہیں ایسا ہو اسے غلطی
سمجھنا چاہئے۔ الفاظ ہندی میں شاعر کو اختیار ہے کہ یائے مجہول کو

تقطیع سے گرائے یا نہ گرائے۔ اب ہم ایک مثال میں دونوں صورتیں سمجھاتے ہیں ؎

خاص کمرے ہیں اب کچہری ہے

تقطیع۔ خاصکم رے۔ فاعلاتن۔ ہیں ب کچہ۔ مفاعلن۔ ری ہے۔ فعلن۔ اس میں۔ کمرے۔ اور۔ ہے۔ کے سب حرف تقطیع میں آئے۔ اور یائے مجہول بھی نہیں گرائی گئی ؎

اب کچہری ہے خاص کمرے میں

تقطیع۔ اب کچہری۔ فاعلاتن۔ ہخاصکم۔ مفاعلن۔ رے مے۔ فعلن۔ اس میں ہے۔ کی۔ ے۔ پڑھنے میں نہیں آئی۔ اس لئے ساقط ہوگئی۔ باوجود موزون ہونے کے شعر کا کوئی حرف ملفظ میں نہ آئے تو سمجھ لو کہ ساقط ہوا۔ اب اگر شاعر نے ایسے حرف کو گرایا ہے۔ جس کا گرانا ازروے فن جمہور نے جائز کرلیا ہے۔ تو کچھ حرج نہیں ہے۔ اور اگر ایسا حرف گرایا ہے جس کا گرانا جائز نہیں ہے۔ تو کہہ سکتے ہیں کہ یہ شعر ناموزوں ہے

جمع کے حرف۔ ے۔ نون۔ کو جیسے۔ غزلیں نظمیں۔ آنکھیں۔ اور واؤ نون کو جیسے کبوتروں۔ اخباروں۔ میں تو۔ ے گرادی ہے لیکن بعض لوگ اس کا گرانا ناجائز سمجھتے ہیں۔ سحر ؏

ان روزوں مورد ستم و جور اور ہیں

تقطیع۔ ان روز۔ مفعول۔ مورد لیس۔ فاعلات۔ تم و جور۔ مفاعیل اور ہیں۔ فاعلات۔ اس میں" روزوں" کا واؤ۔ نون تقطیع سے گر گیا۔

منہ پڑا تیروں کا تلواروں کی بوچھار ہوئی

تقطیع۔ منہ پڑا تی۔ فاعلاتن۔ رکا تلوا۔ فعلاتن۔ رکی بوچا۔ فعلاتن

رہوئی۔ فعلن۔ اس میں بھی۔ تیروں۔ تلواروں۔ کا واؤ نون تقطیع سے گر گیا۔ ع

حوریں پہلو میں ہوں اور جنت میں کاشانہ رہے

اسمیں۔ حوریں۔ کا۔ ے۔ نون میں۔ کاے۔ نون تقطیع سے گرتا ہے۔

جو۔ تو۔ سو۔ یعنی ایسا واؤ جس کے قبل مجہول پیش ہو اس کا تقطیع سے گرا دینا جائز ہے۔ داغ۔ ع

کس کو رکھوں نظر میں میں اپنی

تقطیع۔ کسکر کو۔ فاعلاتن۔ نظرمے۔ مفاعلن۔ اپنی فعلن۔ اسمیں، کس کو۔ کا واؤ تقطیع سے گر گیا۔ ع

سحر وصل کی مانگوں جو دعا

تقطیع۔ سحرے وص۔ فعلاتن۔ لکی مانگو۔ فعلاتن۔ جُدُعا فَعِلُن۔ اس میں۔ جو۔ کا۔ واؤ تقطیع سے گر گیا۔

قاعدہ۔ تمام ہندی الفاظ کے۔ واؤ۔ جن کے قبل ضمہ مجہول یا معروف یا فتح ہو۔ جیسے۔ رکھو۔ لکھو۔ سنو۔ دیکھو۔ آو۔ جاو۔ بارہا چلو۔ گھر ملو۔ لٹو یا پانچیو۔ وغیرہ۔ ان کا گرانا بین الفصحا جائز ہے مگر لفظ فارسی یا عربی کا واؤ گرانا جائز نہیں ہے جیسے پہلو۔ خوشبو۔ وغیرہ

اسم کے اول میں اگر الف ہو اور وہ درمیان الفاظ میں ہو تو اس کا گرانا جائز ہے۔ "مگر اتنا تو عرض کرتا ہوں" تقطیع۔ مگرتنا۔ فعلاتن۔ تعرضکر۔ مفاعلن۔ تا ہوں۔ فعلان۔ اس میں اتنا کا الف گر گیا۔

اسی طرح۔ ایک۔ انس۔ اگر۔ ادب۔ ان سب کا الف گرانا جائز ہے

اس میں الف اردو ہو یا فارسی یا عربی۔
اسمائے ہندی کے آخر میں جو الف آتا ہے۔ اس کا گرانا بھی جائز ہے۔ ع

اندھیرا چھایا ہے تاریک آج دنیا ہے

تقطیع اندھے رچا۔ مفاعلن۔ یہے تاری۔ فعلاتن۔ ک آ ج دن۔ مفاعلن۔ یا ہے فعلن۔ اس میں۔ اندھیرا۔ اور چھایا۔ کا الف شاعر نے گرادیا۔ اور یہ جائز ہے۔ افعال ہندی کے آخر میں جو الف آتا ہے۔ اس کا گرانا بھی جائز ہے۔ ع

میں آیا جو تن میں جان آئی

مے آ ئے۔ مفعول۔ جُتَن مجا۔ مفاعلن۔ نائی۔ فعلن۔ آیا فعل ماضی ہے۔ اس کا الف آخر گر گیا۔ اس کے علاوہ۔ جو۔ کا واو بھی گر گیا۔ آئی کا الف اول گر گیا۔

اضافت ہندی کا الف آخر بھی گر جاتا ہے۔

ع "جس دن سے ہے خال رُخ کا سودا" جس دن س۔ مفعول۔ ہخال رخ۔ مفاعلن۔ کسودا۔ فعولن۔

لیکن فارسی۔ عربی۔ الفاظ کے آخر میں جو الف آتا ہے۔ اسکا گرانا جائز نہیں ہے۔ اسم فارسی۔ عربی کے آخر میں ہائے ہوز ہو تو اس کا گرانا بھی جائز ہے۔ ع

مثل دل جامہ پارہ پارہ ہوا

تقطیع مثل دل جا۔ فاعلاتن۔ مہ پار پا۔ مفاعلن۔ رہوا۔ فعلن۔ اس میں جامہ اور پارہ پارہ کی ہے۔ تقطیع سے گر گئی۔ ع

کس شاہ کی بارگاہ دل ہے

تقطیع۔ کس شاہ۔ مفعول۔ کِبار گا۔ مفاعلن۔ ہ دل ہے۔ فعولن۔

اس میں یائے معروف گرا دی۔ ع

قسم گنگا کی تم کو صاف کہدو

اس میں بھی یائے معروف گر گئی۔

داغ۔ ع لیجلو مجکو رہروان عدم

مجکو کا واو گر گیا۔

داغ۔ ع دل نے اس بزم میں بٹھا تو دیا

تو۔ کا واو گر گیا۔

ع صادق القول نہیں دوسرا مجسا مسکیں

دوسرا۔ کا الف گر گیا۔

ع ہے شرم سے نیل پانی پانی

پہلے پانی کی ے گر گئی۔

ع علم اپنے واسطے ہے ہنر اپنے واسطے

اپنے کا الف گر گیا۔

ع بتوں کے در سے مقدر مجھے جدا نکرے

کے۔ سے۔ کی۔ ے۔ گر گئی۔

مصدر کے آخر میں جو الف آتا ہے۔ جیسے آنا جانا۔ کھانا۔ دیکھنا۔ اس کو بھی لوگ گرا دیتے ہیں۔ مگر ثقات شعرا احتیاط کرتے ہیں۔

وزن سے کان آشنا کرنے کا یہ طریقہ اچھا ہے کہ جن حرفوں کو شاعروں نے تقطیع سے گرا دیا ہے۔ ان کو ذہن میں محفوظ رکھا جائے۔

تقطیع کرنے کا سب سے بڑا راز یہ ہے کہ گرنے والے حرف اور زیادہ ہوجانے والے حرف کی شناخت پیدا کیجائے۔ اس میں آواز کو بڑا دخل ہے۔ اردو میں کثرت سے حرف گرتے ہیں۔ کیونکہ بعض الفاظ ایسے ہیں جن کی حرکتیں ارکان بحور کے خلاف ہیں۔ جیسے۔ مستفا۔ چار حرف کا رکن ہے اور اس میں تین حرکتیں ہیں۔ زبان ہندی میں کوئی لفظ ایسا نہیں ہے جس میں چار حرف ہوں اور تین حرکتیں ہوں۔

عربی الفاظ جو اردو میں مستعمل ہیں۔ ان میں بیشک بعض میں تین حرکتیں ہیں۔ جیسے۔ رفقا۔ فصحا۔ اسی طرح۔ فُضلا۔ میں بھی چار حرف اور تین حرکتیں ہیں اردو والوں کو ایسے موقع پر مجبور ہو کر حرف گرانا پڑتے ہیں۔ وہ کیا کرتے ہیں؟ ایک سہ حرفی لفظ کے آخر حرف ساکن کو گرا کر دوسرے لفظ متحرک سے ملا دیتے ہیں لیکن حرف وہی گراتے ہیں جس کا گرانا جائز ہے۔ جیسے سنو رکھو۔ ملو۔ چلو۔ جو۔ سو۔ تو۔ (ضمہ معروف۔ لو۔ گو کھرو۔ گھنگرو۔ جگنو۔ کا واؤ گرا دیتے ہیں۔ الف کا مد۔ جیسے آنا۔ آپ۔ آٹا۔ آستین۔ جب درمیان کلمہ میں ہو تو ایک الف گرا دیتے ہیں۔

الف وصل۔ جیسے اگر۔ ایسے۔ اکبر۔ اکثر۔ اوجھل۔ ایک۔ اہل جب درمیان مصرع میں ہو تو گرا دیتے ہیں۔

یا الف آخر اسم ہندی جیسے۔ اتنا۔ ذرا۔ جھگڑا۔ ٹوکرا۔ گرا دیتے ہیں۔

یا الف مصدری جیسے۔ جانا۔ کھانا۔ پینا۔ گرا دیتے ہیں۔

یا یائے مجہول جیسے۔ چلے۔ اٹھے۔ بیٹھے۔ دیکھے یا حرفوں میں جیسے ایسے۔ ویسے۔ اتنے۔

یا اسما میں جیسے۔ لڑکے۔ ٹکڑے۔ دو کھے۔ پھیکے۔

یا یائے معروف ہندی جیسے۔ روئی۔ دہی۔ جی۔ گئی۔ مولی
یا ہائے ہوز۔ گلدستہ۔ مقابلہ۔ معاملہ۔
یا واؤ نون جمع کا جیسے۔ نظروں۔ روزوں۔
یا۔ ے۔ نون جمع کا۔ جیسے کیلیں۔ بلبلیں
یا چوتھا حرف ساکن جیسے۔ دوست۔ پوست۔ چاشت۔ راست
جو بہ اتفاق شعرا گرا دیئے جاتے ہیں۔

مذکورہ بالا حروف اکثر نظم کرتے میں گرا دیتے ہیں۔ حالانکہ روزمرہ کی گفتگو میں ان میں سے کوئی حرف کم کرکے نہیں بولا جاتا۔

وجہ یہ ہے کہ ارکان بحور اردو زبان کے لب ولہجہ کے خلاف ہیں۔
تین تین چار چار حرکتیں اردو میں متواتر نہیں آتی ہیں۔ اس لئے سیلو تم کے واؤ کو جو ساکن ہے۔ گرا کر تین حرکتوں کو جمع کر لیتے ہیں۔ اس وقت۔ سُن تم۔ متفا کے وزن پر ہو جاتا ہے۔

یا ایسا سہ حرفی لفظ جس کا اول و آخر متحرک۔ اور بیچ کا حرف ساکن ہو۔ اردو میں نہیں ہے۔ اس لئے تم جو کا واو گرا کر تُم جُ۔ فعل کے وزن پر بنا لیتے ہیں۔

یا ایسا دو حرفی لفظ اردو میں نہیں ہے جس کے دونوں حرف متحرک ہوں۔ اس لئے۔ چلو سکے۔ واو کو گرا کے چلُ۔ کو۔ فَعِ کے وزن پر بنا لیتے ہیں۔ کیونکہ اردو میں ایسے ہندی چو حرفی لفظ نہیں ہیں جنمیں متواتر تین حرکتیں ہوں۔ جیسے سنجری۔ قمری۔ یا کلمہ چو حرفی جس کے چاروں حرف متحرک ہوں۔

جیسے۔ ضربت۔ بلبلا ہیں۔ اس لئے اس بات کی ضرورت ہوئی

کہ اردو لفظ کے حرف ساکن گرا کر متحرک حرفوں کو ملا کر حرکتوں کو زیادہ
کیا جائے۔ اور ارکان بحور کے موافق بنا یا جائے۔

اسی ضرورت کے وقت عربی لفظ کے حروف بھی گرا کر وزن
بحور پورا کر لیتے ہیں۔ اور مصرع اسی وقت موزوں معلوم ہوتا ہے جب
گرے ہوئے حرف کو زبان سے نہ ادا کیا جائے۔ جیسے لفظ مقابلہ
شش حرفی ہے۔ آخر سے۔ ہے۔ کو گرا دیتے ہیں داغ ؎

ہے ناتوان عشق محمد میں پہلوان
رستم سے ہو مقابلہ کب اس نحیف کا

اس میں اگر کوئی مقابلہ کی ہے۔ کو ظاہر کر کے پڑھے تو شعر ناموزوں
ہو گا۔ صرف۔ مقابل۔ پڑھنا چاہئے۔

یا غیر متحرک یعنی ساکن حرف کو حرکت دیدیتے ہیں۔ جیسے لفظ
خون سہ حرفی ہے۔ پہلا حرف متحرک ہے۔ یعنی خ۔ کو پیش ہے۔ اور
آخری دونوں حرف ساکن ہیں لیکن شاعر نے تقطیع کے لحاظ سے نون کو
متحرک کر دیا۔

داغ ؎ بخشندے اس بت سفاک کو لے داور حشر
خون ہی مجھ میں نہیں خون کا دعوا کیسا

اس کی تقطیع اس طرح ہو گی۔ خو۔ نہی مج۔ فاعلاتن۔ نون کو ساکن
پڑھو گے تو شعر ناموزوں معلوم ہو گا۔ نون کو متحرک پڑھو گے۔ شعر
موزوں معلوم ہو گا۔

رنج۔ سہ حرفی لفظ ہے جیم۔ ساکن ہے۔ شاعر نے اس کو بھی حرکت
دیدی ہے۔

داغ۔ ع رنج کی جب گفتگو ہونے لگی

تقطیع: رن جکی جب۔ فاعلاتن۔ گفتگو ہو۔ فاعلاتن۔ نے لگی۔ فاعلن

رنج کی جیم کو زبردستی کر کے پڑھو گے تو شعر موزوں معلوم ہوگا

بیمار۔ کا حرف آخر ساکن ہے مگر ضرورت شاعری سے اسکو متحرک کرلیا ہے۔ جیسے۔ ع

کہو جب تم یہ ہے بیمار میرا

تقطیع: کہو جب تم۔ مفاعیلن۔ یہ ہے بیما۔ مفاعیلن۔ ر میرا۔ فعولن۔ اس میں۔ رے۔ کو زبر دیکر پڑھو گے۔ تو شعر موزوں ہوگا۔

غش۔ دو حرفی لفظ ہے۔ دوسرا حرف ساکن ہے۔ مگر تقطیع کی غرض سے حرکت دیدی۔

ع۔ غش آجاتا ہے اسکو آنکھ سے جب آنکھ ملتی ہے

تقطیع: غشا جاتا۔ مفاعیلن۔ ہ اس کو آ۔ مفاعیلن۔ کھ سے جب آ۔ مفاعیلن۔ نکھ ملتی ہے۔ مفاعیلن

قاعدہ۔ جو حرف شعر موزوں پڑھنے میں اپنی آواز نہ دے سکے۔ یعنی تلفظ میں نہ آسکے۔ وہ تقطیع میں نہیں لیا جاتا۔ اگر وہ حرف ایسا ہے جس کا گرانا شعرا نے جائز کر لیا ہے۔

یعنی ہندی کا واؤ۔ یا یائے مجہول و معروف۔ الف تثنیہ یا نون غنہ۔ الف آخر اسم ہندی۔ الف و ہائے ہوز۔ حرف چہارم ساکن جو تین [illegible] سکے۔ اس کو شاعروں نے گرا دیا ہے۔

اور اگر ایسا حرف ہے جس کا گرانا جائز نہیں تو اساتذہ شعرا کے نزدیک ناجائز ہے اور وہ تقطیع میں شامل ہوگا۔

جیسے عزیز کا عین۔ غرور کا غین۔ ہنسی کی ی ہے۔ اسی طرح کاف
قاف۔ لام۔ میم۔ وغیرہ تقطیع کریں گے کہ یہ شعر ناموزوں ہے۔ جیسے ع

اس عورت نے آخر بلایا اسے

اس میں عین تقطیع سے گر گیا ہے۔

تقطیع اس صورت۔ فعولن۔ نے آخر۔ فعولن۔ بلایا۔ فعولن۔ اسے فعل۔ جب لفظ کے پورے حرف ادا کرنا مقصود ہوتے ہیں۔ تو اشباع سے بولتے ہیں۔ اور اس حرف کو تلفظ میں ادا کرتے ہیں۔ تمہیں اختیار ہے۔ مثلاً "فعولن کے وزن پر موزوں کرو۔ یا فعلن کے وزن پر کہو" "چلو" کو فعو کے وزن پر کہو۔ یا فع کے وزن پر "اگر کوئی" کو مفاعیلن کے وزن پر کہو۔ یا مفاعیل کے وزن پر

مگر خوب یاد رکھو گرانا انہیں حرفوں کا جائز ہے جنہیں شعرا نے متفق ہو کر جائز کر لیا ہے۔ اگر کوئی اس قاعدے اور کلیے کے خلاف کسی دوسرے حرف کو گرائے گا تو وہ کلام ناموزوں ہوگا۔

یہ بھی یاد رکھو جس حرف کو گراؤ اس کو تقطیع کرتے میں نہ لکھو۔

قاعدہ۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ دو حرفی لفظ کے حرف ساکن حرکت دیتے ہیں لیکن اس وقت جب کسی ابتدائی حرف کو گرانا مقصود ہوتا ہے۔

چل۔ او دل۔ اس کا وزن حقیقت میں فعولن ہے لیکن او میں اول حرف الف وصل ہے۔ اور وہ بیچ میں واقع ہوا ہے۔ شاعر کو اختیار ہے اسے تلفظ میں ادا نہ کرے۔ اس صورت میں لام کو ضرور حرکت پیش کی دی جائیگی یعنی۔ چلودل۔ کر کے فعلن کے وزن پر لائیں گے۔

اردو میں ایسا بہت ہوتا ہے۔

لیکن یہی حرف الف رکن اول میں ہوتا یعنی۔ اودل چل۔ تو اس کے گرانے کا اختیار شاعر کو نہ ہوتا اور اسے ضرور مفعولن کے وزن پر لانا پڑتا۔

یعنی الف جب رکن کے اول میں آتا ہے تو اسے نہیں گرا سکتے۔

بحروں کا بیان

جس میزان میں شعر کو تولتے ہیں۔ اس کا نام بحر ہے کل مشہور بحریں انیس ۱۹ ہیں۔ ان میں سے پانچ بحریں خاص عربی کے لئے ہیں۔ باقی عربی اور فارسی دونوں میں آتی ہیں۔ دو چار ایسی ہیں جن میں اردو کے شاعر کچھ نظم کر لیتے ہیں۔ پرانے شاعر تو مشکل بحروں اور مشکل زمین میں کہہ لیتے تھے۔ مگر حال کے شعراء نے مشکل بحروں میں اور مشکل زمینوں میں کہنا موقوف کر دیا۔ اور اب یہ رواج ہو گیا ہے۔ کہ سہل زمین ہو اور سہل بحر ہو جو طبیعت کو گراں نہ معلوم ہو۔

بحر سالم۔ اس کو کہتے ہیں کہ جس طرح بحر کے رکن بنائے گئے۔ اسی طرح پورے مستعمل ہوں۔ کچھ کمی بیشی اس میں نہ ہوئی ہو۔

عموماً ہر ایک بحر ایک شعر کی ترازو ہوتی ہے یعنی دو مصرعوں کی میزان ہے۔ ایک مصرع میں چار رکن اور پورے شعر میں آٹھ رکن ہوتے ہیں۔

بعض بحر میں چھ رکن ہوتے ہیں۔

غیر سالم وہ بحر ہے جس کے رکن سے کوئی حرف کم کر لیا ہو یا بڑھا

دیا ہو۔ جیسے۔ مفاعیلن۔ جو بحر ہزج کا ایک رکن ہے اسکے آخر میں نون
کے قبل ایک الف زیادہ کر دیتے ہیں۔

یا مفاعیلن کے آخر سے حرف نون کم کر دیتے ہیں۔ اس کمی بیشی کا
نام "زحاف" ہے۔ ہر زحاف کا خاص نام ہوتا ہے۔ جو بحر کے نام کے ساتھ
لکھا جاتا ہے۔ زحافات سے بحر کی تعداد زیادہ ہو گی۔

"بحر ہزج مثمن سالم" ـ مفاعیلن، مفاعیلن، مفاعیلن، مفاعیلن
ایک شعر میں دوبار۔ "ہزج" لغت میں سریلی آواز کو کہتے ہیں۔ چونکہ اس بحر
کی نظم زیادہ دلکش ہوتی ہے۔ اس واسطے اس کا نام ہزج رکھا گیا۔

"مثمن" اس لئے کہتے ہیں کہ پورے شعر میں آٹھ رکن ہوتے ہیں اور
سالم اس لئے کہتے ہیں کہ یہ بحر پوری ہے کوئی زحاف نہیں آیا۔

مطلع
نہیں ممکن نظارہ عارض رنگین جاناں کا
کیا ہے آئینے نے کام دیوار گلستاں کا

تقطیع نہی ممکن، مفاعیلن۔ نظارا رِعا۔ مفاعیلن۔ رضے رنگی۔ مفاعیلن
نجاناکا۔ مفاعیلن۔ کیاہے آ۔ مفاعیلن۔ ئینے نے کا۔ مفاعیلن۔ مدیوارے
مفاعیلن۔ گلستاکا۔ مفاعیلن۔

اس تقطیع میں نہیں۔ جاناں۔ اور گلستاں کا نون غنہ تقطیع سے
گر گیا۔ عارض، اور دیوار، کی اضافت نے ایک ایک حرف۔ ے۔ زیادہ
کر دیا ہے۔

مطلع
نرالا ہے اثر دیکھا خیال زلف شبگوں کا
بنا ہے مشک ہر قطرہ سحاب چشم پرخوں کا

نرالا ہے۔ اثر دیکا۔ خیالے زل۔ فشبگوں کا۔ بنا ہے مش۔

گہر قطرہ ۔ سحابے جوش ۔ سپرخو کا ۔ ۵

مطلع
تصور دل کو رونے میں ہے کس کافر کی کاکل کا
کہ تار اشک میں ہے میرے عالم تار سنبل کا

تصوور دل ۔ مفاعیلن ۔ کرو نے مے ۔ مفاعیلن ۔ ہکس کا فر ۔ مفاعیلن ۔ کہ کاکل کا ۔ مفاعیلن ۔ کتارے اش ۔ مفاعیلن ۔ کمے ہے مے ۔ مفاعیلن ۔ رعالم تا ۔ مفاعیلن ۔ رسن بل کا ۔ مفاعیلن ۔ تصور کے واو کو تشدید تھی اس سبب سے دو لئے گئے ۔

ان اشعار کی تقطیع کرو

مرا سینہ ہے مشرق آفتاب داغ ہجراں کا ۔۔۔ طلوع صبح محشر چاک ہے میرے گریباں کا

اکیلے کا کہیں دو سرکشوں سے زور چلتا ہے ۔۔۔ دوپٹہ لاکھ سینے پر سنبھالو کب سنبھلتا ہے

وفا سے ضد تجھے اے دشمن اہل وفا کیوں ہے ۔۔۔ مزا ملتا ہے کیا اس میں یہ انداز جفا کیوں ہے

فنا کیسی بقا کیسی جب اس کے آشنا ٹھہرے
کبھی اس گھر میں آ نکلے کبھی اس گھر میں جا ٹھہرے

ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے
بہت نکلے مرے ارمان لیکن پھر بھی کم نکلے

چکھا دے جانشیں شربت دیدار تھوڑی سی ۔۔۔ دم آخر تو کرے خاطر بیمار تھوڑی سی

محبت رنگ دکھاتی ہے جب دل دل سے ملتا ہے ۔
مری جاں چاہنے والا بڑی مشکل سے ملتا ہے ۔

نہ کیوں ہو مرتبہ اعلیٰ علاؤ الدین صابر کا
جسے دیکھو ہے متوالا علاؤ الدین صابر کا

سخی سرکار ہے تیری معین الدین اجمیری

نہ آئے لیکے وہ کوثر نہ لائے ساتھ حوروں کو — اکیلے خلد سے آدم جو نکلے بھی تو کیا نکلے
صبا میری زبانی اس گل رعنا سے یہ کہنا — ادھر بھی آنکل او رہنے والے خانۂ دل کے
نگاہ یار بدمستی میں بھی ہشیار کیسی ہے — مرا دل چھین لینے کے لئے تیار کیسی ہے
یہ کیسے بال بکھرے ہیں یہ صورت کیوں بنی غم کی — تمہارے دشمنوں کو کیا پڑی ہے میرے ماتم کی

"بحر ہزج مثمن مسبغ" مفاعیلن مفاعیلن۔ مفاعیلن مفاعیلان ایک شعر میں دوبار۔ اسی بحر کے رکن آخر میں ماقبل نون ایک الف زیادہ کر دیا گیا۔ اس کا نام تسبیغ ہے۔ لغت میں تسبیغ پورا کرنے کو کہتے ہیں اس لئے اس بحر کو مسبغ کہتے ہیں۔ بحر ہزج سالم اور بحر ہزج مسبغ دونوں کو ایک شعر میں لکھ سکتے ہیں۔ یعنی ایک مصرع سالم ہو اور ایک مصرع مسبغ۔ تو شعراء کے نزدیک جائز ہے۔

مطلع — کھلا جس کا دہان جوش میں وہ رہتا ہے چکر میں
صراحی جام مے گردش میں ہے اور آئینہ گھر میں

تقطیع کھلا جس کا۔ مفاعیلن۔ دہانے جو۔ مفاعیلن۔ ش وہ رہتا۔ مفاعیلن ہے چکر میں۔ مفاعیلان۔ صراحی جا۔ مفاعیلن۔ مے گردش می۔ مفاعیلن ہے اورا۔ مفاعیلن۔ ئنہ گر میں۔ مفاعیلان

قاعدہ۔ نون غنہ جب آخر مصرع میں ہوتا ہے۔ تو تقطیع میں ضرور لیا جاتا ہے۔

ان اشعار کی تقطیع کرو

نہیں سنتا کسی کی بے بس آگیا جو دام گیسو میں — نہ ہے تسخیر میں تاثیر اس مطلب کی نہ جادو میں

دکھائیں کس طرح تڑپن دل مضطر کی ڈرتے ہیں
کٹھن ہوتا ہے یہ ظالم وہ جس دم ہاتھ دھرتے ہیں

کہا سب سچ ہیں ہم کروٹیں ہر سو بدلتے ہیں
جل اٹھتا ہے جو یہ پہلو تو وہ پہلو بدلتے ہیں

مسافر خانہ دنیا نہیں جائے اقامت ہو　　جو آئے ہیں وہ اس در سے جانے والے ہیں
بجا شکوہ ترا اے بانیٔ بیداد کرتے ہیں　　جگر میں چھید ہیں جب قتل نے فریاد کرتے ہیں

کریں گے نا ہٹیں لاکھوں جو اک ٹانکا لگائیں گے
کسی ٹوٹے ہوئے دل میں کسی پھوٹے مقدر میں

تجھے ہے عذر جانے میں وہ ہیں معذور آنے میں
میں قیدِ ناتوانی ہوں وہ پابند نزاکت ہیں

سرے گوشے میں ہم محفل دنیا سے جاتے ہیں
اجل پیغام لاتی ہے چلو گھر میں بلاتے ہیں

"بحر ہزج مثمن اخرب مکفوف محذوف" مفعول مفاعیل مفاعیل فعولن۔ ایک مصرعہ میں دو بار۔

اخرب، مکفوف، محذوف۔ زحافات کے نام ہیں۔ جو بحر کی شکل بدل دیتے ہیں ؎

مطلع　　رکھتے ہیں قیمتی ہیں دماغ اصل و دل کا
ہم تجھ سے پوچھتے ہیں دیکھتے ہیں خواب محمل کا

تقطیع رکھتے ہ۔ مفعول۔ قیمتی ہیں د۔ مفاعیل۔ ماغ اصل۔ مفاعیل۔ و دل کا فعولن۔ ہم جو شب۔ مفعول۔ پوچھتے ہیں دیکھ۔ مفاعیل۔ تے ہیں خواب مفاعیل محمل کا۔ فعولن۔

اشعار مشق

دل ہی نہیں پہلو میں تڑپتا ہے دھڑک کر
دیتی ہے مجھے رنج مری آنکھ پھڑک کر

پڑتی ہے نظر جب کسی مرجھائی کلی پر
رو دیتی ہے شبنم گلِ خنداں کی ہنسی پر

ڈرتے ہو جو تم دیکھ کے ایسا تو نہیں ہوں
آدم ہوں مری جان کوئی دیو نہیں ہوں

بے جرم ہی رکھا تھا تہِ تیغ گلے کو
کچھ بات بھی منہ سے نہ نکلی تھی بچانے کو

ہستی و عدم میں نفسِ چند بسر کے
جھونکے ہیں ہوا کے نہ ادھر کے نہ ادھر کے

ساقی تری مستانہ ادا اور ہی کچھ ہے
یہ بیخودیِ ہوش ربا اور ہی کچھ ہے

چاہے تو ابھی عرشِ معظم کو ہلا دے
تم کھیل سمجھتے ہو مری آہِ رسا کو

بے عرض کئے مطلبِ دل رہ نہیں سکتا
تم سن نہیں سکتے ہو کہ میں کہہ نہیں سکتا

آنکھیں جو کہیں پھیر کے دیکھا دمِ آخر
بولے کہ تمہیں ناز اٹھانا نہیں آتا

میں نے جو کہا دل کا بھی کچھ ہے پتا ہے
کہنے لگے جی ہاں مرے آنچل میں بندھا ہے

الفت وہ ہے عاشق کو بنا دیتی ہے کافر
سولی پہ چڑھا دیتی ہے منصور بنا کر

ہم کو ستم و جور کے قابل تو وہ سمجھیں
اچھا نہ سہی لطف و عنایات کے قابل

ہر رنگ میں اس شوخ کا جلوہ نظر آیا
خورشید کے مانند وہ ہر جا نظر آیا

تو دوست کسی کا بھی ستمگر نہ ہوا تھا
اوروں پہ ہے وہ ظلم جو مجھ پر نہ ہوا تھا

کس شوخ کی آمد ہے کہ دل کانپ رہا ہے

[illegible] مصرعہ [illegible] ذہن پر [illegible]

"بحر ہزج مثمن اخرب" مفعول مفاعیلن مفعول مفاعیلن [illegible]

شعر [illegible] دوبارہ [illegible]

جب [illegible] بار بار آئے تم سے [illegible] کرنا
[illegible] سخن کرنا

جب فصل ۔مفعول ۔ بہار آئے ۔مفاعیلن ۔ تم سیر ۔مفعول ۔ چمن کرنا ۔ مفاعیلن ۔ بلبل کی ۔مفعول ۔ جلانے کو ۔مفاعیلن ۔ غنچوں سے ۔مفعول سخن کرنا ۔ مفاعیلن ۔

اشعار مشق

افرار وفا کا بھی کچھ پاس رہے تم کو   انکار نہ اب ہم سے اے عہد شکن کرنا

وہ چاند سے ٹکڑے پر ڈالے ہوئے آنچل ہے   یا ابر کے سائے میں خورشید جھلا جھل ہے

ہمزاد ہے غم اپنا شاداں کسے کہتے ہیں   واقف نہیں عشرت کا ساماں کسے کہتے ہیں

"بحر ہزج مسدس محذوف" مفاعیلن ۔مفاعیلن ۔فعولن ۔ ایک شعر میں دو بار ۔

مسدس اس لئے کہتے ہیں کہ پورے شعر میں اس بحر کے چھ رکن آتے ہیں ۔ اور محذوف اس زحاف کو کہتے ہیں جو آخر سے ایک دو حرفی ٹکڑا کم کر دیتا ہے ۔

"مفاعیلن" سے جب لن نکال ڈالو تو مفاعی رہتا ہے اس لئے اس کو ایک معروف رکن سے یعنی ۔فعولن ۔ سے بدل دیتے ہیں ۔

مطلع ۔ نئے انداز ہیں اُن کی جفا کے
ہزاروں مار ڈالے ہیں جلا کے

تقطیع ۔ نئے انداز ۔ مفاعیلن ۔ زہے اُن کی ۔ مفاعیلن ۔ جفا کے ۔ فعولن
ہزاروں ما ۔مفاعیلن ۔ ر ڈالے ہے ۔مفاعیلن ۔ جلا کے ۔ فعولن ۔

اشعار مشق

اگر غفلت سے باز آیا جفا کی   تلافی کی بھی تو ظالم نے کیا کی

تصور اپنی نظر کا تھا الٰہی تماشہ   وگرنہ اس کا جلوہ چار سو تھا

کسی صورت تو دلکو شاد کرنا ہمیں دشمن سمجھکر یاد کرنا
شگفتہ خاطری حاصل ہو کیوں کر کہ مرجھایا ہوا دل کا کنول ہے
پس وعدہ مکر جانا ستم ہے تسلی دے کے تڑپانا ستم ہے
رسائی ہوگئی اپنی وہاں تک فرشتے جا نہیں سکتے جہاں تک
بہار آئی ہوئی کس سے پوچھوں کھلے گا خانہ خمار کب تک
فلک کو ہے نشاط کار کیا کیا نہ جینا تو مرنے کا مزا کیا

"بحر ہزج مسدس مقصور" مفاعیلن، مفاعیلن، مفاعیل ایک شعر میں دو بار۔

"مقصور" رکن کے آخر حرف کے گرا دینے اور ماقبل کے ساکن کر دینے کو کہتے ہیں۔

جب مَفَاعِیْلُنْ۔ کا آخر حرف گرا دیا۔ مَفَاعِیْلُ رہا۔ ماقبل کو ساکن کیا۔ مفاعیل رہ گیا۔ محذوف اور مقصور میں صرف ایک حرف کا فرق ہے۔ شعراء نے ایک شعر میں دونوں بحروں کا جمع کر لینا جائز کر لیا ہے۔ اکثر غزل کا ایک مصرع محذوف اور دوسرا مصرع مقصور ہوتا ہے۔ جیسے ۵ شعر

انہیں خود اپنی یکتائی پہ ہے ناز
یہ حسن ظن ہے صورت آفریں سے

اُنہیں خود اپ۔ مفاعیلن۔ نی یکتائی۔ مفاعیلن۔ پہ ہے ناز۔ مفاعیل۔
یہ حسن ظن۔ مفاعیلن۔ ہے صورت آ۔ مفاعیلن۔ فریں سے۔ فعولن

اشعار مشق

فلک ہر روز لاتا ہے نیا روپ بدلتا ہے یہ کیا ہر دم بہار وپ

چنے افشاں جو غیر اس کے کسی رات   الہی پھوٹ پڑے تاروں بھری رات

"بحر ہزج مسدس اخرب مقبوض مقصور" مفعول مفاعلن مفاعیل

مطلع
عشق رخ و زلف میں کیا کوچ
شب آکے رہا سحر کیا کوچ

عشق رمفعول۔ خ زل فمے۔ مفاعلن۔ کیا کوچ۔ مفاعیل۔ شب آک مفعول۔ رہا سحر۔ مفاعلن۔ کیا کوچ مفاعیل۔

پہنے جو وہ گلعذار تعویذ   دکھلائے عجب بہار تعویذ

ہستی و عدم سے آرہا ہوں   سیاح ہوں جا بجا رہا ہوں

"بحر ہزج مسدس اخرب مقبوض محذوف" مفعول۔ مفاعلن فعولن۔

مطلع
رخسار و لب و دہن نہ دیکھا
مشتاق رہے چمن نہ دیکھا

تقطیع۔ رخسار مفعول۔ لب و دہن۔ مفاعلن۔ ندے کا۔ فعولن۔ مشتاق مفعول۔ رہے چمن۔ مفاعلن۔ ندے کا۔ فعولن۔

ہزج مسدس اخرب مقبوض مقصور اور محذوف دونوں کو ایک شعر میں لکھ سکتے ہیں۔

شعر
بازو ترے خود ہیں گوشت سلوب
دولی ہوئی زیب نور تن سے

"بحر رجز مثمن سالم" مستفعلن مستفعلن مستفعلن مستفعلن۔

ایک شعر میں دوبارہ مطلع

جب مشک بھر کر نہر سے عباس غازی گھر چلے   اک جام کوثر بھر لیا اور خلد سے حیدر چلے

جب[1] شکر مستفعلن ۔ کر نہر[2] سے مستفعلن ۔ جلبا سغا[3] مستفعلن۔ زی گر چلے[4] مستفعلن ۔ اک جام[5] کو مستفعلن ۔ ثر بر لیا[6] مستفعلن ۔ ارخلد[7] سے مستفعلن ۔ حیدر[8] چلے مستفعلن ۔

"بحر رجز مثمن مطوی مخبون" مفتعلن مفاعلن مفتعلن مفاعلن ۔ ایک شعر میں دو بار

مطلع
آ گئی فصل نو بہار دشت میں وہ ہوا چلی
سر پہ ہوا جنوں عیاں عقل پیادہ پا چلی

تقطیع آ گئی[1] فص مفتعلن ۔ لنوبہا ۔ مفاعلن ۔ دشت میں[3] وہ مفتعلن ۔ ہوا چلی ۔ مفاعلن ۔ سر پہ[5] ہوا مفتعلن ۔ جنو عیا[6] ۔ مفاعلن عقل پیا مفتعلن دہ پا چلی[8] ۔ مفاعلن ۔

برائے مشق
ہم کو جلایا رات دن سوز جگر نے کیا کیا
دل کی لگی نہ بجھ سکی دیدۂ تر نے کیا کیا

"بحر رجز مسدس مطوی مقطوع" مفتعلن مفتعلن فاعلن ۔ ایک شعر میں دو بار ۔

مطلع
غیر کو شکل اس کی دکھایا گیا
آئینے نے منہ نہ ہمارا کیا

تقطیع غیر[1] کو شک مفتعلن ۔ لس کی دکھا[2] مفتعلن ۔ یا گیا[3] ۔ فاعلن ۔ آئینے[4] نے مفتعلن ۔ منہ نہ ہما[5] مفتعلن ۔ را کیا[6] فاعلن ۔

"بحر رمل مثمن محذوف" ۔ فاعلاتن ۔ فاعلاتن ۔ فاعلاتن ۔ فاعلن ۔ ایک شعر میں دو بار ۔

محذوف اس لئے کہا کہ اس کے آخر کا ٹکڑا یعنی تن گرا دیا ۔ فاعلا ۔

باقی رہا۔ اس کو۔ فاعلن۔ بنا دیا۔

مطلع　لیتے ہیں ہنس ہنس کے میرا نام اٹھتے بیٹھتے
پیار سے دیتے ہیں وہ دشنام اٹھتے بیٹھتے

تقطیع۔ لے تے ہیں۔ فاعلاتن۔ ہنس کے میرا۔ فاعلاتن۔ نام اٹھتے۔ فاعلاتن۔ بیٹھتے۔ فاعلن۔ پار سے دے۔ فاعلاتن۔ تے ہو وہ دش۔ فاعلاتن۔ نام اٹ تے۔ فاعلاتن۔ بیٹھتے۔ فاعلن

اشعار مشق

طالب امداد نا فہموں سے مشکل میں نہ ہو　کب شریک حال دیوانے کے دیوانہ ہوا
دام گیسو جب سے دیکھا ہے مرے صیاد کا　دم پھڑکتا ہے اسیری پر ہر اک آزاد کا
آج مولد ہے جناب حیدر کرار کا　ہو گیا بازو زبردست احمد مختار کا
دونوں گیسو ہیں پریشاں پیچ کھو دل کیا ہوا　آپنے مجھ سے بھی کھو یا اس سے حاصل کیا ہوا
کہہ رہی ہے حشر میں وہ آنکھ شرمائی ہوئی　ہائے کیسی اس بھری محفل میں رسوائی ہوئی
حسن جب مقتل کی جانب تیغ براں لیچلا　عشق اپنے مجرموں کو پا بجولاں لیچلا
ترک دنیا کرتے ہی کھلنے لگے اسرار غیب　باخبر ہونے لگا جو بے خبر ہونے لگا
ہم سے کھل جاؤ بوقت مے پرستی ایکدن　ورنہ ہم چھیڑینگے رکھکر عذر مستی ایکدن

"بحر رمل مثمن مقصور" فاعلاتن۔ فاعلاتن۔ فاعلاتن۔ فاعلات۔

ایک شعر میں دو بار۔

مطلع　آرزو ہے سر قلم ہو لذت دیدار میں
باندھکر آنکھوں میں پٹی ذبح قاتل کر نہیں

تقطیع　آرزو ہے۔ فاعلاتن۔ سر قلم ہو۔ فاعلاتن۔ لذتے دی۔ فاعلاتن۔ دار میں۔ فاعلات۔ باد کر آ۔ فاعلاتن۔ کھو میں پٹی۔ فاعلاتن۔ ذبح قاتل

فاعلاتن - کر نہیں - فاعلات -

"بحر رمل مثمن محذوف اور بحر رمل مثمن مقصور" دونوں کو ایک شعر میں شاعروں نے لکھا ہے یعنی ایک مصرع محذوف کا دوسرا مصرع مقصور کا۔ لیکن آخر مصرع میں جو وزن آتا ہے۔ وہی نام بحر کا ہوتا ہے اور یہی کلیہ ہے۔

اشعار مشق

یہ تو میں کیونکر کہوں تیرے طلبگاروں میں ہوں۔
تو سراپا ناز ہے میں ناز برداروں میں ہوں

ہے چھلاوہ اس پری پیکر کے بل کھانے سے زلف
آتی ہے قبضے میں کس کے ہاتھ دوڑانے سے زلف

کیا شب تاریک فرقت میں جلائیں ہم چراغ
گل کرے جلکر ہوائے آہ جب ہم چراغ

نارسا قسمت نے کب جانے دیا دلبر کے پاس
گر پڑی دیوار پہنچے ہی جو اس کے گھر کے پاس

چہرۂ شفاف جاناں پر ہوا آغاز خط
خوف ہے کردے نہ اس آئینہ کو زنگار سبز

"بحر رمل مثمن مشکول" فعلات - فاعلاتن فعلات فاعلاتن پورے شعر میں دوبار۔

مطلع

یہ نہ تھی ہماری قسمت کہ وصال یار ہوتا
اگر اور جیتے رہتے یہی انتظار ہوتا

یہ نہ تھی ہ - فعلات - ماری قسمت - فاعلاتن - کہ وصال - فعلات - یار ہوتا -

فاعلاتن ۔ اگر وُ ر ۔ فعلات ۔ جلیتر ہتے ۔ فاعلاتن ۔ یہ دن ت ۔ فعلات طارہتا

(۱) بحر رمل مثمن مخبون مقطوع ۔ فاعلاتن ۔ فعلاتن فعلاتن فعلن ایک شعر میں دو بار بسکون عین ۔

(۲) بحر رمل مثمن مخبون محذوف ۔ فاعلاتن ۔ فعلاتن ۔ فعلاتن فعلن بکسر عین ۔

(۳) بحر رمل مثمن مخبون مقصور ۔ فاعلاتن ۔ فعلاتن ۔ فعلاتن فعلات

(۴) بحر رمل مثمن مخبون مقطوع مسبغ ۔ فاعلاتن ۔ فعلاتن ۔ فعلاتن فعلان ۔

(۵) بحر رمل مثمن مخبون مقطوع ۔ فعلاتن ۔ فعلاتن ۔ فعلاتن فعلن ہر سہ رکن مخبون ۔

یہ پانچوں بحریں شعرائے اردو کے کلام میں ایک غزل میں آسکتی ہیں اور ان سب کا وزن ایک سمجھا جاتا ہے ۔

مطلع ۔ آنکھیں بیکار ہیں دیکھیں جو نہ صورت تیری

دل وہ کیا دل ہے نہ جس میں محبت تیری

تقطیع ۔ آاک بیکا ۔ فاعلاتن ۔ رہ دیکھے ۔ فعلاتن ۔ جُن صورت ۔ فعلاتن ۔ تیری فعلن ٭ دل کا دل ۔ فاعلاتن ۔ ہ نہ جس ۔ فعلاتن محبت ۔ بت ۔ فعلاتن ۔ تیری فعلن ۔

مخبون مقصور کی مثال ۔ ع

اپنے مستوں پہ گری پڑتی ہے ساقی کی نگاہ

اپ نے مستو ۔ فاعلاتن ۔ گری پڑ ۔ فعلاتن ۔ تہ ساقی فعلاتن کی نگاہ ۔ فعلات

مخبون محذوف کی مثال - ع

جب چمن خاک میں اکبر کی جوانی کا ملا

جب چمن خا - فاعلاتن - کم اکبر - فعلاتن - کیجوانی - فعلاتن - کملا فعلن

اشعار مشق

بنتے ہی مرقد عاشق تہ افلاک نہ تھا قبر کا نام کہیں اور نہ نشاں خاک نہ تھا

دیکھو اچھا نہیں نظروں سے گرانا دل کا دونوں عالم میں رہے گا نہ ٹھکانا دل کا

مانع دشت نوردی کوئی تدبیر نہیں ایک چکر ہے مرے پاؤں میں زنجیر نہیں

جب حرم قلعہ شیریں کے برابر آئے

اے اجل کیوں نہیں مجھ تک شب غم آتی ہے

تو بھی کیا ان کی حیا ہے کہ جو شرماتی ہے

اے اجل کہہ دے کہ تاخیر کا باعث ہے کون

قتل عشاق جو وہ مدنظر رکھتے ہیں

آئینہ ہو گیا غربال دم آرائش قہر کا توڑ ترے تیر نظر رکھتے ہیں

کیونکر اس کی نگہ ناز سے جینا ہوگا زہر دے اسپہ یہ تاکید کہ پینا ہوگا

"بحر رمل مسدس محذوف" فاعلاتن - فاعلاتن - فاعلن - ایک شعر میں دو بار -

مطلع جور سے باز آئیں پہ باز آئیں کیا

کہتے ہیں ہم تجھکو منہ دکھلائیں کیا

جور سے با - فاعلاتن - ز آئیں پہ با - فاعلاتن - ز آئیں کا - فاعلن -

کہتے ہیں ہم - فاعلاتن - تجھکو منہ - فاعلاتن - لائیں کا - فاعلن -

اشعار مشق

تندرست اور ایسے کس کے لئے ساقیا ہلکی سی لا ان کے لئے
ہر نفس اے چشم تر کیوں روئیے کس لئے ہاتھ آبرو سے کھوئیے
کوہکن سر دے کے راحت پا گیا پتھروں پر خواب شیریں آ گیا

(۱) بحر رمل مسدس مخبون مقصور۔ فاعلاتن فعلاتن۔ فعلات۔
(۲) بحر رمل مسدس مخبون محذوف۔ فاعلاتن۔ فعلاتن۔ فعلن بکسر عین۔
(۳) بحر رمل مسدس مخبون مقطوع۔ فاعلاتن۔ فعلاتن فعلن بسکون عین۔
(۴) بحر رمل مسدس مخبون محذوف مسبغ۔ فاعلاتن فعلاتن فعلان

یہ چاروں بحریں ایک غزل میں آ سکتی ہیں۔

محذوف مسبغ کی مثال ع

پوچھ چکیں گے آئینہ دکھلا کے نہیں

پوچھکے ۱۱۔ فاعلاتن ہیں دکھلا۔ فعلاتن۔ کے نہیں۔ فعلان

مخبون مقصور کی مثال ع

عین عزت ہے یہاں ذلت عشق

عے نعزتا۔ فاعلاتن ہے یہاں ذل فعلاتن لت عشق۔ فعلات

رمل مخبون مقطوع کی مثال مطلع

آئینہ ہمدم تنہائی ہے
آپ اپنا وہ تماشائی ہے

آئینہ ہم۔ فاعلاتن۔ دم تنہا۔ فعلاتن۔ ئی ہے۔ فعلن۔ آپ اپنا

فاعلاتن ۔ و تماشا ۔ فعلاتن ۔ ئی ہے فعلن

اشعار مشق چاروں بحروں کے

پھر مجھے دیدہ تر یاد آیا　　دل جگر تشنہ فریاد آیا

رحم ہم پر کہ جفا کرتے ہو　　تم جو کرتے ہو بجا کرتے ہو

"بحر مضارع مثمن اخرب" مفعول ۔ فاعلاتن ۔ مفعول ۔ فاعلاتن

مطلع　دنیا میں قصر و ایواں بے فائدہ بنایا
عقبےٰ نہیں بنائی ستم تو کیا بنایا

تقطیع ۔ دنیا م ۔ مفعول ۔ قصر ایوا ۔ فاعلاتن ۔ بے فائدے ۔ مفعول ۔ وہ بنایا فاعلاتن ۔ عقبا نہ ۔ مفعول ۔ ہی بنائی ۔ فاعلاتن ۔ ستم تو ۔ مفعول ۔ کیا بنایا ۔ فاعلاتن ۔

اشعار مشق

آنکھوں میں نور تیرا دل میں سرور تیرا　　در وانہ سے ہے گھر تک سارا ظہور تیرا

سوسن نے پائجامہ پہنا ہے گلبدن کا　　پھولوں میں تل رہا ہے کانٹا مرے چمن کا

دنیا سے جب اٹھائے بستر غلام تیرا　　یا رب زبان پر جاری اس دم ہو نام تیرا

تھا آلسو دل دہ گر گیا صدمہ ہے جو دیا ہے　　دو ہاتھ کل ہیں یا رب رکھوں کہاں کہاں پر

نظروں سے گر گیا دل رسوا ہوا یہاں تک　　آخر کیوں اٹھا ہی بے غیرتی کہاں تک

شیشہ ہے بغل میں جام شراب لب پر　　ساقی بھی آیا ہوا ہے دو دن کی زندگی کا

زاہد رہا ہے حاصل کہ شغل میکشی کا　　خشکی سے سہل ہوگا تجھکو سفر تری کا

آغاز میں کبھی ہم انجام کو نہ بھولے　　پہلے لحد بنائی پیچھے مکاں بنایا

سامان عیش سب ہیں پاس اک وہ جو نہیں ہے
کیوں کر نہ دل بھر آئے شیشہ میں مے نہیں ہے

بحر مضارع اخرب مکفوف محذوف "مفعول۔ فاعلات مفاعیل فاعلن۔ ایک شعر میں دو بار۔

مطلع۔ دکھلا کے بام پر وہ تجلی نکل گیا
دیکھا جو یہ فروغ مرا طور جل گیا

تقطیع دکھلاک۔ مفعول۔ بام پرو۔ فاعلات۔ تجل لی ن۔ مفاعیل۔ کل گیا۔ فاعلن۔ دیکاج۔ مفعول۔ یہ فروغ۔ مفاعیل۔ مرا طور۔ مفاعیل۔ جل گیا۔ فاعلن۔ نوٹ۔ یہ جائز ہے کہ دوسرے مصرع میں بجائے "فاعلات" کے "مفاعیل" لائیں۔

اشعار مشق

فرقت میں درد ایک مرا ہمنشیں رہا
اٹھ بھی کھڑا ہوا تو وہیں کا وہیں رہا

ہم پر جفا سے ترک وفا کا گماں نہیں
اک چھیڑ ہے وگرنہ مرا امتحاں نہیں

دیکھیں تو کس طرح انہیں ہوتا نہیں اثر
لو آج نامہ لکھتے ہیں خون جگر سے ہم

خاطر سے یا لحاظ سے میں مان تو گیا
جھوٹی قسم سے آپ کا ایمان تو گیا

برباد جب مرقع خیر النسا ہوا
جب ذوالفقار ماتم اصغر میں رو چکی

ٹھہرے نگاہ کیا ترے چہرے کے نور پر
غش آگیا کلیم کو دیکھا جو طور پر

پیری عیاں ہوئی نہ مائل گناہ پر
موئے سفید ہنستے ہیں روئے سیاہ پر

رہتا ہے خشمگیں وہ فقط مجھ نحیف پر
گرتا ہے مادہ بھی تو عضو ضعیف پر

"بحر مجتث مثمن مخبون مقطوع" مفاعلن۔ فعلاتن۔ مفاعلن۔ فعلن۔ ایک شعر میں دو بار۔

مطلع۔ تڑپ تڑپ کے جو عاشق تمام ہوتا ہے
تمہاری نیم نگاہی کا نام ہوتا ہے

تڑپ تڑپ۔ مفاعلن۔ کے عاشق۔ فعلاتن۔ تما تھو۔ مفاعلن۔ تا ہے
فعلن۔ تمہاری۔ مفاعلن۔ سنگاہی۔ فعلاتن۔ کتنا تھو۔ مفاعلن۔ تا ہے۔ فعلن

اشعار مشق

ادا سے دیکھ لو جاتا رہے گلہ دل کا | بس اک نگاہ پہ ٹھہرا ہے فیصلہ دل کا
یہ چپکے چپکے بتول مشورہ خدائی کا | مچے نہ گبر و مسلماں میں غل دہائی کا

شہید ہو گئے جب رن میں سید والا

خفا جو آپ ہیں مستوں کے آنے جانے پر | بٹھا دیجئے کوئی پہرا شراب خانے پر
وہ مر مٹوں کو دوبارا جلا نہیں سکتے | بگاڑنے کو ہیں آندھی بنا نہیں سکتے
کلاہ شیخ ہے کیا جب شراب چلتی ہے | فرشتے خاں کی بھی پگڑی یہاں اچھلتی ہے

"بحر خفیف مسدس مخبون مقطوع یا محذوف"۔ فاعلاتن۔ مفاعلن۔ فعلن۔ بسکون یا بحرکت عین۔ ایک شعر میں دو بار مطلع

آپ پر جان دیں یہ تھا مطلب | ساتھ دم کے نکل گیا مطلب

اپنے جا۔ فاعلاتن۔ ندے تیا۔ مفاعلن۔ مطلب۔ فعلن۔ ساتھ دم کے۔ فاعلاتن۔ نکل گیا۔ مفاعلن۔ مطلب۔ فعلن۔

اشعار مشق

ہے ازل سے در صنم پہ سر | وہ خدا نے دیا ہے پتھر سر
تیر مارا نہ یار نے خنجر | اک ادا سے مجھے تمام کیا
آشنا کوئی باوفا نہ ملا | کشتی دل کا ناخدا نہ ملا
دل نے ایسے اٹھائے رنج و تعب | پھر محبت کا حوصلہ نہ ہوا
جلد تشریف لائیے صاحب | اب مجھے تاب انتظار نہیں
گردش چرخ سے قیام نہیں | صبح گھر میں ہوں ہیں تو شام نہیں

دم نہ نکلا تمہارے زانو پر — رہ گئی دل کی آرزو دل میں
شرم کیسی فقط بہانا تھا — دیکھ کر مجھکو منہ چھپانا تھا

"بحر متقارب مثمن سالم" فعولن فعولن۔ فعولن۔ فعولن۔ ایک شعر میں دو بار
اس بحر کو۔ بحر تقارب بھی کہتے ہیں۔ مطلع

بلا ہے مری شام فرقت نہیں ہے — کہ جس کی سحر تا قیامت نہیں ہے

بلا ہے۔ فعولن۔ مری شا۔ فعولن۔ مفرقت۔ فعولن۔ نہی ہے۔ فعولن کہ جس کی۔
فعولن سحر تا۔ فعولن۔ قیامت۔ فعولن۔ نہی ہے۔ فعولن۔

"بحر متقارب مثمن مقطوع" فعولن۔ فعولن۔ فعولن۔ فعول ایک شعر میں دو بار

کروں پہلے میں شکر پروردگار — کہ جس کے کرم کا نہیں کچھ شمار

کروں پہ۔ فعولن۔ لے میں شک۔ فعولن۔ ر پرور۔ فعولن۔ دگار۔ فعول کہ جس کے
فعولن۔ کرم کا۔ فعولن۔ نہی کچھ۔ فعولن۔ شمار۔ فعول۔

بحر سالم اور مقطوع دونوں ایک غزل میں موزوں ہو سکتی ہیں۔ دونوں کے اشعار تیار
ایک جا لکھ دیئے۔

اشعار مشق

یہ سچ ہے وفادار کوئی نہیں ہے — کسی دن مجھے آزمایا تو ہوتا
کمینے کو سر پر چڑھایا ہے تم نے — اتر جائیگی ساری عزت تمہاری

بحر متقارب مثمن محذوف" فعولن۔ فعولن۔ فعولن۔ فعل۔ ایک شعر میں دو بار
اسمیں بھی رکن آخر سے ایک ٹکڑا لن گرادیا جاتا ہے۔ فعو۔ باقی رہتا ہے۔ اسے فعل
کردیتے ہیں۔

چمن بوئے گل سے مہکتا رہا
قفس میں ہیں حسرت سے تکتا رہا

چمن بو۔ فعولن۔ ئے گل سے۔ فعولن۔ مہکتا۔ فعولن۔ رہا۔ فعل قفس مے۔
فعولن ں حس رت۔ فعولن۔ سے تکتا۔ فعولن۔ رہا۔ فعل

اشعار مشق

شب ہجر غم میں بسر ہو گئی   تڑپتے تڑپتے سحر ہو گئی
بچھڑ کر ملاقات مشکل ہوئی   بدن میں نہ پھر روح داخل ہوئی

"بحر متقارب سالم" (سولہ رکنی) فعولن ایک شعر میں سولہ بار

وہی تو نے دیکھا کہ جو دل کہا تھا ہوا اس پہ شیدا کہ وہ بد بلا ہے
گلاب ہے بچا کہ یہ ہو گیا کیا کہا تو نے جیسا وہی یہ سزا ہے

وہی تو۔ فعولن۔ نہ دیکھا فعولن۔ کہ جو دل۔ فعولن۔ کہا تا فعولن۔ ہوا اس۔ فعولن۔ پہ شیدا۔ فعولن۔ کہ وہ بد۔ فعولن۔ بلا ہے فعولن۔ گلاب فعولن۔ ہے بچا فعولن۔ کہ یہ ہو فعولن گیا کا فعولن۔ کیا تو۔ فعولن نے جیسا۔ فعولن۔ وہی یہ فعولن سزا ہے۔ فعولن۔

اس بحر میں اردو کے اشعار نہیں ملے

"بحر متقارب مقبوض اثلم" (سولہ رکنی) فعول فعلن فعول فعلن فعول فعلن فعول فعلن ایک شعر میں دو بار

سلام لکھتا ہوں میں حرم میں قلم سے زمزم ٹپک رہا ہے   پڑے لکھوں ہوئے چمن میں خوشی سے بلبل چہک رہا ہے

سلام لکھتا۔ فعول فعلن۔ ہوں میں حرم میں فعول فعلن قلم سے زمزم فعول فعلن ٹپک رہا ہے فعول فعلن۔ پڑے لکھوں لے فعول فعلن۔ ہوئے چمن سے فعول فعلن۔ خوشی سے بلبل فعول فعلن۔ چہک رہا ہے فعول فعلن

اشعار مشق

ہماری آنکھوں نے بھی تماشا عجب عجب انتخاب دیکھا   برائی دیکھی بھلائی دیکھی عذاب دیکھا ثواب دیکھا
خدا ہی اس جیب کی داد دیگا جو ریشمیں بند ڈالتے ہیں   اجل کے مارے پڑے ہوئے ہیں خود اپنے پیچھے ہیں بچا لیتے
نہیں میں ایسے بھی بے ادب ہم کہیں جو ان کا دہن نہیں ہے   دہن تو ہے پر ہے تنگ ایسا کہ آ کہیں جائے سخن نہیں ہے
پھر اسکے پھندے میں جا رہے ہیں کہ جسکے پھندے میں جا چکے تھے   وہی مصیبت اٹھا رہے ہیں کہ جو مصیبت اٹھا چکے تھے
سفر ہے دشوار خواب کب تک بہت بڑی منزل عدم ہے   نسیم جاگو کمر کو باندھو اٹھاؤ بستر کہ رات کم ہے
فراق جاناں میں ہمنے ساقی لہو پیا ہے شراب کر کے   تپ الم نے جگر جو پھونکا تو ہم نے کھایا کباب کر کے

بحر کامل مثمن سالم" متفاعلن متفاعلن متفاعلن متفاعلن۔ ایک شعر میں دو بار

پس مرگ میرے مزار پر جو دیا کسی نے جلا دیا — اسے آہ دامن باد نے سر شام ہی سے بجھا دیا

پسِ مرگ مے متفاعلن۔ رمزار پر متفاعلن۔ جُدِیا کسی متفاعلن۔ نجلا دیا متفاعلن۔ اسِ
آہ دا متفاعلن۔ منِ باد نے متفاعلن۔ سرِ شام ہی متفاعلن۔ سبجا دیا متفاعلن

اشعار مشق

مرے جان رنج گھٹایئے قدم اب نہ آگے بڑھایئے — ادھر آیئے ادھر آیئے ادھر آیئے ادھر آیئے

یونہیں ہم سخن ہے ہر اک صنم نہ زباں ہے نہ دہان ہے — جو کہانیوں میں سنی نہیں یہ وہ بات آن کہاں ہے

ہوئے کاروان سے جدا جو ہم رہ عاشقی میں فنا ہوئے — جو گرے تو نقش قدم بنے جو اٹھے تو بانگ درا ہوئے

"بحر متدارک مخبون مسکن مذال" فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن فعلان۔

تصویر مری ہے عکس ترا تو اور نہیں میں اور نہیں — کر غور تو اپنے دل میں ذرا تو اور نہیں میں اور نہیں

تصوی فعلن۔ رمری فعلن۔ ہے عک فعلن۔ س ترا فعلن۔ تو او فعلن۔ ر نہی فعلن۔ مے اور
فعلان۔ ر نہیں فعلان۔ کر غو فعلن۔ ر تو اپ فعلن۔ نے دل فعلن۔ مذرا فعلن۔ تو او
فعلن۔ ر نہی فعلن۔ مے او فعلن۔ ر نہیں۔ فعلان

تقطیع کے واسطے متفرق اشعار

بتوں نے خاک کیا ہے جلا جلا کے مجھے — یہ منہ دکھائیں گے کیا سامنے خدا کے مجھے

باغ جہاں میں ہم نہ کبھی شادماں رہے — شبنم کی طرح عمر بھر آنسو رواں رہے

پینے کو مے وہ جب ساغر سے نہیں لیتے ہیں — شیشے خوشی کے مارے ٹوپی اچھالتے ہیں

نہیں کیا جو تربت پہ پہنچے — وہ سب کچھ ہوا ہم اکیلے رہے

ہے رافضی اک جوان مست خرام — شر [illegible] اور [illegible] جائے

ملا ہے تو سنا ہے ہم اس کا نام — جس کو تو جھک کے کر رہا ہے سلام

ہر اک بات پہ کہتے ہو تم کہ تو کیا ہے — تمہیں کہو کہ یہ انداز گفتگو کیا ہے

دل ناداں تجھے ہوا کیا ہے — آخر اس درد کی دوا کیا ہے

نہ گل نغمہ ہوں نہ پردۂ ساز — میں ہوں اپنی شکست کی آواز

نقش فریادی ہے کس کی شوخیٔ تحریر کا — کاغذی ہے پیرہن ہر پیکر تصویر کا

[illegible] — [illegible]

قواعد شعر گوئی۔ جب تھوڑی بہت تقطیع کرنا آجائے تو پہلے شعر موزوں پڑھنے کی کوشش کرو
موزوں پڑھنے کا قاعدہ یہ ہے کہ شعر کے حصے قائم کرو ہر حصہ ایک جملہ یا مفید یا غیر مفید پورا ہو عموماً
ہر مصرع کے تین حصے ہوتے ہیں۔ جیسے کسی نے ترتیب طرحی۔ اے انیس عروس سخن کو سنوار ہیں
اس کے پہلے مصرع کے تین ٹکڑے کرکے پڑھو۔ اور دوسرے مصرع کے دو ٹکڑے۔ اس لئے کہ کسی
ضمیر فاعل ہے۔ اس کو مع علامت بولنا چاہئے یعنی۔ نے کے ساتھ۔ ترتیب طرحی متعلقات
ہے۔ اس کو ایک ساتھ بولنا چاہئے۔ اے۔ حرف ندا ہے۔ انیس۔ منادا ہے۔ ندا۔ اور منادا
کو الگ الگ پڑھو گے۔ تو شعر کا لطف نہ رہے گا۔

عروس سخن۔ مضاف مضاف الیہ ہے۔ کو۔ علامت مفعول ہے عروس سخن مضاف مضاف الیہ
ملکر مفعول ہے۔ اسلئے دونوں کو مع علامت کہنا چاہئے سنوار ہیں فعل ہے فعل کے ٹکڑے نہیں ہو سکتے۔
جب شعر موزوں پڑھنا آجائے تو کسی مشہور استاد کا دیوان لیکر مصرع اولی کو چھپا کر دوسرے مصرع
پر اپنا مصرع لگاؤ اور یہ مشق پوری غزل پر کر جاؤ۔ اس کے بعد دیکھو کہ تمنے کوئی مصرع ناموزوں
یا بحر سے الگ تو نہیں کہا ہے۔ جب یہ اطمینان ہو جائے تو اپنے مصرعوں کو صاحب دیوان کے
مصرعوں سے ملاؤ۔ تمنے کیا کہا ہے۔ اور اس نے کیا کہا تھا۔ دو چار ماہ میں جب ایسی مشق ہو جائے
کہ تمہارے مصرع استاد کے مصرعوں سے لڑنے لگیں۔ تو غزل کہنا شروع کرو۔ غزل میں پہلے دوسرا
مصرع کہا کرو۔ پھر مصرعہ اولی لگایا کرو۔ سب سے زیادہ تم کو اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ تمنے
شاعری کے اصول کے خلاف تو کوئی بات نہیں کہی۔ مثلاً اصول شاعری میں یہ بات لازمی ہے کہ معشوق کی
کسی بات کو برا نہ کہا جائے کسی ادا کو ناگوار خاطر نہ بتایا جائے۔ اگر کسی نے اس کے خلاف کہا تو اصول شاعری
کے خلاف کیا۔ یا تشکم کو روئی کے گالے سے تشبیہ دیتے ہیں۔ اب اگر کوئی اسے تھوک سے تشبیہ دے تو اگرچہ
تشبیہ کامل ہی ہو لیکن بوجہ خلاف اصول ہونیکے ناجائز ہے اور پھر اسکے معنی اور مطلب پر غور کرو۔ جب کلام معنوی
غلطی سے پاک ہو تو صوری غلطی پر غور کرو اور یہ دیکھو کہ اس میں کوئی لفظ ایسا تو نہیں ہے جو ازروئے قاعدہ غلط ہے
کوئی محاورہ ایسا تو نہیں ہے جو خلاف استعمال نظم ہو گیا ہے جیسے ایک شاعر نے تتلی کو تیتری نظم کیا تھا جب عین
اول یا آخر لفظ میں ہوتا ہے تو خوب غور کرلو کہ ایسے موقعہ پر عین نظم میں اکثر تقطیع سے گر جاتا ہے اور شعر ناموزوں ہو جاتا ہے۔
مبتدی کو خبر نہیں ہوتی لہذا شعر کہنے کے بعد ایسے مصرع کی ضرور تقطیع کرکے اپنا اطمینان کرلیا کرو مبتدی شاعروں میں یہ بڑا عیب
ہوتا ہے کہ انکے الفاظ میں انکا دلی مطلب واضح نہیں ہوتا۔ اور وہ سمجھتے ہیں کہ ہمارا مفہوم ان لفظوں میں ادا ہو گیا۔ اسکی توجہ
رکھو جب غزل لکھو ہر لفظ پہ اور اسکے معنی پر غور کرو۔ اور شعر کو نثر کرکے پہلے اچھی طرح سمجھ لو۔ اسکے بعد مشاعرے

ہمجولی — جس میں محض عورتوں کی زبان و محاورات میں انکی اخلاقی خوبیوں کو سمجھانے کیلئے چھوٹے چھوٹے قصے یعنی ممتازی خانم۔ تیلی۔ شریف زادی، شیدا ڈھیا۔ چہیتا بیگم۔ سیدہ مسلمان۔ انقلاب ہند۔ نواب صاحب کی تقریر۔ انوکھا جہیز۔ نسائی گرفتاریاں۔ ادب آموز اور نصیحت آمیز خانہ داری کے متعلق لکھے گئے ہیں۔ تعلیم کیا تربیت بھی [illegible] مفید و دلچسپ ہے۔ کتاب ہر شریف گھر میں رکھنے کے قابل ہے زیور و پوشاک سے زیادہ مفید۔ صفحہ ۱۱۷

تذکرہ آب بقا — دہلی و لکھنؤ کے گذشتہ و موجودہ نامور استاد شعراء کے سوانحی حالات و بہترین کلام لکھنؤ کی صحت و شستگی زبان اُردو میں۔ محقق زبان اردو حضرت خواجہ عشرت لکھنوی کی جادو نگاری کا اعلیٰ نمونہ جس میں خواجہ آتش لکھنوی۔ منشی مظفر علی اسیر لکھنوی۔ میر رشک دہلوی۔ مرزا مہر لکھنوی۔ شاہ ظفر دہلوی۔ منشی امیر شکوہ آبادی۔ شیخ [illegible] لکھنوی۔ شیخ ناسخ۔ میر مونس لکھنوی۔ صفیر بلگرامی۔ رشید لکھنوی۔ ریاض خیرآبادی۔ عبید دہلوی۔ [illegible] لکھنوی۔ عیش لکھنوی۔ مرزا بہادر جگر لکھنوی۔ علی میاں کامل لکھنوی۔ تعشق لکھنوی۔ تسلیم۔ رسا۔ عرش۔ جوش۔ حسرت۔ راسخ۔ ناشر۔ میر ضمیر وغیرہ کے سوانحات اور منتخب اشعار درج ہیں۔ خاصکر مرحوم شعراء کے مزارات کا پتہ نشان بڑی تحقیق سے لکھا گیا ہے۔ اس طرح کا تذکرہ مستند ہونے کے ساتھ طلباء مدارس اور تاریخ دان حضرات خصوصاً شعراء کے لئے نہایت ضروری اور مفید کتاب ہے۔ آخر میں جناب خواجہ عشرت لکھنوی کی بیش بہا نیچرل نظموں کا مجموعہ خمخانۂ عشرت بھی شامل ہے جسکو حیات انسانی کا آئینہ اور فلسفیانہ نکات کا مرقع کہنا کچھ بیجا نہ ہوگا۔ صفحہ ۲۰۲

اتالیق — ترجمہ آنریبل جناب رائے بہادر گنگا پرشاد صاحب ورما مرحوم۔ یعنی پادری ہاٹا صاحب کی مشہور و معروف اسٹوڈنٹس مینول کا ترجمہ جو کہ ہندوستانی طلبہ کے دماغی اور اخلاقی ترقی اور چال چلن اور خراب عادتوں کی اصلاح کیلئے ہے۔ صفحہ ۲۰۱

ملنے کا پتہ: [illegible] تاجر کتب لکھنؤ